احمدی نوجوانوں کے لئے
ماہنامہ
خالد
ربوہ
فہرست مضامین
ادار یہ
کلام الامام
امام جماعت احمدیہ کے اپنی پیاری جماعت کے لئے جذبات تشکر
رحمۃ للعالمین کی قبولیت دعا کی چند جھلکیاں
تعارف کتب (تذکرۃ الشہادتین)
مسیح کی روح اور جسم کے رفع کا واقعہ
وضوء کے فوائد
نظم
بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا۔
کوئل ایک دلفریب پرندہ
آپ کی پسند
ہیروئن۔ ایک دشت فریب
آپ کی صحت۔ ناریل
کھیل کے میدان سے
مقابلہ معلومات نمبر 6
اخبار مجالس
ایڈیٹر
مبشر احمد ایاز
نومبر ۱۹۹۰ء

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیدنا حضرت خلیفتہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہتر ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے حضرت سیدہ موصوفہ کو کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین

اعلان ولادت

مکرم برادرم حبیب الرحمان صاحب غوری کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بچے کا نام وجیہہ الرحمان تجویز فرمایا ہے۔ نومولود خدا کے فضل سے حضور کی بابرکت تحریک وقف نو میں شامل ہے۔

نومولود محترم ماسٹر عبدالرحمان صاحب اتالیق کا پوتا اور محترم قاضی منیر احمد صاحب (پرنٹر ماہنامہ خالد ربوہ) ابن حضرت مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچے کو سلسلہ کا خادم اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث بنائے۔ آمین

دعائے مغفرت

مکرم ملک خالد مسعود صاحب سابق مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ کو ماہ اکتوبر میں دو صدمے برداشت کرنے پڑے۔ مورخہ 18 اکتوبر 90ء کو انکی ہمشیرہ محترمہ نصرت جہاں صاحبہ وفات پا گئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کا جنازہ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے پڑھایا اور تدفین کے بعد محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے دعا کروائی۔

17 اکتوبر کو آپکے والد محترم ملک محمد نذیر صاحب (آف منگڑیل) وفات پا گئے۔ اپنے خاندان میں سب سے پہلے احمدی ہوئے۔ آپ موصی تھے۔ جنازہ محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے پڑھایا اور تدفین کے بعد محترم میر مسعود احمد صاحب نے دعا کروائی۔

ادارہ خالد دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

ماھنامہ

خالد

ربوہ

نومبر 1990ء

نبوت 1369ھش

ربیع الثانی/جمادی الاول 1411ھ

ایڈیٹر

مبشر احمد ایاز

جلد ۳۸- شمارہ ۱۰

قیمت فی پرچہ، ۳ روپے

سالانہ ۳۰ روپے

ادایہ

ویران گھر

گھر ایک جنت ہوتا ہے۔ ہر فرد اس کوشش میں ہوتا ہے کہ وہ اپنے گھر کو جنت نظیر گھر بنا دے اور اپنی ساری عمر وہ اسی کوشش میں لگا دیتا ہے۔ اپنے گھر کو آباد کرنے اور اس کو پیارا گھر بنانے کا ایک اور طریق بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس گھر میں خدا کے کلام پاک کی تلاوت کرنا۔ تلاوت کرنے سے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور جس گھر میں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے وہ بھلا جنت سے کم ہوگا؟ پس اپنے گھروں میں صبح و شام ہر چھوٹا بڑا قرآن حکیم کی تلاوت کی عادت ڈالے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ گھر جس میں قرآن کی تلاوت نہ ہو وہ تو ایک ویرانے کی طرح ہے۔ پس اپنے گھروں کو ویران ہونے سے بچائیں اور قرآن کریم کی تلاوت کی عادت ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس حکم پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

پبلشر۔ مبارک احمد خالد، پرنٹر قاضی منیر احمد

مطبع، ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت دفتر ماھنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ

کلام الامام۔ امام الکلام

ہائے میری قوم نے تکذیب کرکے کیا لیا
زلزلوں سے ہوگئے صد ہا مساکن مثلِ غار

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

نور دل جاتا رہا اک رسم دیں کی رہ گئی
پھر بھی کہتے ہیں کہ کوئی مصلح دیں کیا بکار

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے میرے بد خواہ کرنا ہوش کرکے مجھ پہ وار

اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاب کی
کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

یا وہ دن تھے جب کہ کہتے تھے یہ سب ارکان دیں
مہدی موعود حق اب جلد ہوگا آشکار

کون تھا جس کی تمنا یہ نہ تھی اک جوش سے
کون تھا جس کو نہ تھا اس آنیوالے سے پیار

پھر وہ دن جب آگئے اور چودھویں آئی صدی
سب سے اول ہوگئے منکر یہی دیں کے منار

پھر دوبارہ آگئی احبار میں رسم یہود
پھر مسیح وقت کے دشمن ہوئے یہ جبہ دار

حضرت امام جماعت احمدیہ کے اپنی پیاری جماعت کے لئے جذبات تشکر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ اکتوبر بمقام بیت الفضل لندن میں خطبہ کے آخر پر فرمایا:

"میں دو باتوں میں مختصراً تمام احباب جماعت عالمگیر کا بے حد شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ فیض کا مضمون چل رہا ہے جو خدا سے فیض یافتہ ہوں وہ پھر تمام بنی نوع انسان کو فیض پہنچاتے ہیں۔ بھائی منور جو میرے بڑے بھائی تھے ان کی وفات کے بعد اس کثرت سے تمام دنیا سے احمدیوں کے تعزیت کے بہت ہی درد میں ڈوبے ہوئے، اخلاص سے روشن خطوط ملے ہیں کہ ان کے اوپر اظہار تشکر کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ لیکن اس کثرت سے آرہے ہیں کہ یہاں کے موجودہ سٹاف کی رو سے یہ بھی ممکن نہیں کہ جیسا کہ میری خواہش تھی کہ ہر ایک کو اس کے مضمون کے مطابق شکریے کا جواب دوں بلکہ اب تو تعداد اتنی بڑھ گئی ہے کہ وہ باقاعدہ ایک تحریر چھپوا کر بھجوانا بھی ممکن یا ممکن تو ہوگا لیکن بہت مشکل ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ خطبے کے آخر پر ایسے تمام احباب کا دلی شکریہ ادا کروں۔ ان کا دل یہ ضرور چاہتا ہوگا کہ میں ان کی تحریر پڑھوں اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کے جذبات کا مطالعہ کروں، یعنی تحریر کی روشنی میں تو میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں نے ایسا ہی کیا ہے۔ ہر شخص کی تحریر کے اندر جو باریک لطافتیں چھپی ہوئی تھیں۔ جو خاص ان کے تجربات تھے۔ مرحوم بھائی کے ساتھ ان کی جو واقفیت یا ان کے فیض کا ذکر ہے، وہ ساری باتیں میں نے جذب کیں اور ہر شخص کا اس کی حیثیت اور توفیق کے مطابق شکر گزار ہوا۔ اور اسی لئے خط کے مضمون کے مطابق اس کیلئے دعا گو ہوا۔ پس میرے اسی شکریہ کو کافی سمجھا جائے اور اس خطبہ کے ذریعے میں تمام احباب جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

دوسرا پہلو میری اہلیہ کی اچانک بیماری کا ہے۔ ان کو دل کا دورہ ہوا لیکن چونکہ ذیابیطس بھی تھی اور بیماری کی شکل میں کچھ اور ایسے الجھاؤ تھے کہ جس کی وجہ سے طبیب کے لئے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ پہچان سکے کہ یہ دل کا دورہ ہے۔ اور اچھے سے اچھا طبیب بھی اس معاملے میں دھوکہ کھاجاتا ہے چنانچہ باوجود اس کے کہ دل کا بے حد شدید حملہ تھا جس سے عموماً انسان جانبر نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور چار پانچ دن اسی حالات میں کہ پتہ بھی نہیں کہ دل کی تکلیف ہے وہ پھرتی بھی رہیں، سفر کی میری تیاری بھی کرواتی رہیں اور شدید تکلیف میں رہیں لیکن نہ احساس ہونے دیا کہ کیا ہو رہا ہے، نہ پوری طرح بتایا۔ جب آخر پتہ چلا تو ڈاکٹر دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے کہا کہ یہ تو ناممکن نظر آتا ہے کہ دل کے اتنے شدید حملے کا مریض

بچ جائے اور پھر مسلسل سیڑھیاں چڑھ رہا ہے، اتر رہا ہے کپڑے PACK کر رہا ہے، سفر کی تیاری کر رہا ہے۔ یہ تو ناقابل یقین بات ہے لیکن اس کو یہ نہیں پتہ کہ ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے دعا گو جماعت ہے اور ان کی بیماری کی خبر کے بعد جو دعائیں ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب تھا وہ دعاؤں سے پہلے بھی بعض دفعہ قبول فرما لیتا ہے اور اس کثرت سے احباب جماعت کے خطوط ملے ہیں اور درد سے اسقدر بلک بلک کے ساری دنیا میں احباب نے دعائیں کی ہیں کہ یہ ناممکن تھا کہ ان کا فیض نہ پہنچتا۔

پس یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو خدا سے براہ راست نور یافتہ ہوں، خدا سے براہ راست فیض یافتہ ہوں۔ وہ بھی سورج بن کر ابھرتے ہیں اور تمام عالم میں ان کا فیض پہنچتا ہے۔ اس لئے اگر فجی ہو یا امریکہ ہو یا افریقہ ہو یا پاکستان یا ھندوستان، کہیں بھی کوئی احمدی ہے اسکی دردناک دعاؤں کا فیض میں نے خود دیکھا ہے کہ ھم تک پہنچتا رہا اور آخری شکل یہ ہے کہ جن ماہرین نے دیکھا ان میں سے ایک نے ہمارے ایک احمدی ماہر قلب کو فون پر بات کرتے ہوئے امریکہ کہا کہ میں خلاصتہ صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ یہ معجزہ ہے اس کے سوا ہمیں کچھ سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا واقعہ ہو گیا کیونکہ جس بیماری میں بظاہر مرنا یقینی تھا اس بیماری سے نہ صرف شفا ملی بلکہ اس کے بعد مسلسل اس بیماری کو چیلنج کیا گیا کہ آؤ مار کے دکھاؤ۔ اور پھر بھی بیماری کو مارنے کی توفیق نہیں ملی۔ اور پھر شفاء اس نوعیت کی ہوئی کہ ماہر قلب نے خود مجھے بتایا کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا ہوا ہے۔ کوئی بیماری کا بد اثر جو دل کے ساتھ زندگی بھر چمٹ جایا کرتا ہے وہ ان کی صورت میں نہیں ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اگر احتیاط کی جائے، ابھی تو وقت لگے گا، تین مہینے ابھی اس زخم کو مندمل ہونے میں لگیں گے جو کافی بڑے حصے پر واقع ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ احتیاط تو لازماً ہے لیکن اب تک جو صورت حال ابھری ہے وہ یہی ہے کہ اس کی ان پیچیدگیوں سے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا ہے جو بالعموم ایسے مریضوں کو لاحق ہو جایا کرتی ہیں۔

اس ضمن میں ایک چھوٹا سا دلچسپ واقع بھی سنا دوں اور اس سے انسان کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ بعض دفعہ ضروری نہیں کہ الہام ہو لیکن ایسے واقعات ہوتے ہیں جو خدا کی طرف سے پیغام بن جاتے ہیں۔ اور انسان ان کو پیغام کے طور پر سمجھ لیتا ہے اور اس کی پہچان کے بھی واضح نشانات ہوا کرتے ہیں جس وقت ان کی بیماری نے شدت اختیار کی اور ڈاکٹر نے بالآخر ہمیں بتایا کہ دل کا شدید حملہ ہے اور COMPLETE HEART FAILURE میں جا چکی ہیں اس وقت دعا کے بعد میں لیٹا تو میں نے ٹیلی وژن خبروں کے لئے آن کیا لیکن عجیب بات ہے کہ اس چینل پر خبروں کی بجائے پنجابی کی ایک قوالی یہاں انگلستان میں آرہی تھی اور وہ قوالی یہ تھی (مجھے لفظ تو پورے یاد نہیں) کہ

جینوں سائیاں رکھے انوں نہ مارے کوئی

جس کو سائیں نے رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اس کو مار کوئی نہیں سکتا اور قوالوں کی طرح وہ اس مصرعے پر اڑا ہوا تھا یہی کہے جا رہا تھا۔ اچانک مجھے خیال آیا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ میری دعا کا جواب دے رہا ہے کہ یہ مریض وہ ہے جس کو مارنے کی پوری کوشش کی گئی مگر خدا نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ نہیں مارنے دینا اسلئے تم لوگ کچھ نہیں کر سکتے جو مرضی کر لو خدا نے اس مریض کو نہیں مرنے دینا۔

اب یہ دل کا ایک تاثر ہو سکتا تھا لیکن اسی شام جب میں ہسپتال بی بی سے ملنے گیا تو انہوں نے یہ عجیب بات بتائی۔ کہتے ہیں کہ اس ہسپتال میں تو نہ کوئی گانے نہ شور نہ ٹیلی وژن دل کی INTENSIVE CARE ہے آواز بھی باہر سے نہیں آتی۔ جس وقت میرا ECG ہو رہا تھا اس وقت اچانک کہیں سے ایک ٹیلی وژن یا ریڈیو آن ہوا ہو گا تو یہ آواز بار بار پنجابی گانے کی آرہی تھی کہ

جینوں سائیاں رکھے انوں نہ مارے کوئی

اب اس ہسپتال میں میں بار بار گیا ہوں۔ میں نے ایک دفعہ بھی نہ ریڈیو کی آواز سنی نہ ٹیلی وژن کی آواز سنی اور INTENSIVE CARE میں ویسے بھی آوازیں نہیں پہنچا کرتیں لیکن خدا نے یہ بتانا تھا کہ یہ بھی الہام کی ایک قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کی آوازوں کے ذریعے جو کہ عام قانون میں جاری ہیں ایک پیغام پہنچا دیتا ہے اور اسے تقویت دینے کی خاطر اس اعجازی رنگ میں اس کو دہراتا ہے کہ انسان کے لئے شک کی گنجائش نہ رہے اور پھر شفاء کے بعد کے جو واقعات ہیں وہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ثابت کرتے ہیں کہ یہی خدا کا فیصلہ تھا۔ الحمدللہ۔ اور مجھے یقین ہے کہ اصل تو یہ کہنا چاہیئے کہ صرف خدا کا فیض ہے لیکن اس فیض کو بندوں میں دوہرا لطف پیدا کرنے کی خاطر وہ دعاؤں کے ساتھ ملا دیا کرتا ہے تاکہ بندوں کو یہ بھی لطف آئے کہ ہمارا بھی ہاتھ لگا ہوا ہے۔ پس ان معنوں میں بھی دعاؤں کا ممنون ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے محبت کرنے والے احباب جماعت کا ہاتھ بھی لگوا دیا ورنہ اصل میں تو ہر فیض اسی سے جاری ہوتا ہے اور اسی کے فیصلے کے مطابق جاری ہوتا ہے۔ بہر حال تمام احباب جماعت کا میں دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ جتنے بھی خط ملتے ہیں میں خود بھی بڑے غور سے پڑھتا ہوں اور بی بی کو بھی پہنچا دیتا ہوں وہ بھی پڑھتی ہیں اور ہر ایک کا پیغام ان تک براہ راست بھی پہنچ رہا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء"۔

اعلان ولادت

برادرم مکرم ظہیر احمد خان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کا نام اطہر احمد خان تجویز فرمایا ہے اور بچے کو وقف نو کی بابرکت تحریک کے لئے منظور فرمایا ہے۔

نومولود مکرم رشید احمد خان صاحب ابن حضرت دیانت خان صاحب رفیق حضرت مسیح موعود۔۔۔۔۔ کا پوتا اور مکرم عبد الرشید خان صاحب کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو دین کا خادم بنائے اور احمدیت کا ایک روشن ستارہ بنائے۔ آمین

(مدیر خالد)

قسط اول

رحمتہ للعالمین ؐ کی قبولیت دعا کی چند جھلکیاں

(محترم حافظ مظفر احمد صاحب)

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنھوں نے دنیا میں ایک شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امیّ بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں"

(برکات الدعا صفحہ 10-11 روحانی خزائن جلد 6)

یہ رحمت دو عالم کا دل مضطرب ہی تھا جو دکھی انسانیت کے لئے تڑپا اور جس کی جان مخلوق خدا کے غم میں گداز ہوئی۔ ہمدردی خلق میں گریاں آنکھوں اور بریاں سینہ کے ساتھ کبھی وہ حراء کی تنہائیوں میں محو دعا ہوا تو کبھی مکّہ کی پر آشوب فضاؤں اور رقص و سرور اور رنگ و طرب کی محفلوں کے شور و غوغا کے درمیان اس کی دعاؤں کے نعرے بلند ہو کر عرش پر تقدیر کے تاروں کو چھیڑتے رہے۔ یہاں تک کہ ملاءِ اعلیٰ میں بھی ایک شور خصومت برپا ہو گیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود ---- خوب فرماتے ہیں:-

کس چہ میداند کراز اں نالہ ھا باشد خبر
کاں شفیعے کرداز بہر جہاں در کُنج غار
من نمیدانم چہ در دے بود اندوہ وغمے
کاندراں غارے در آورد دش حزین ودلفگار
نے زتاریکی توحش نے ز تنہائی ہراس
نے زمردن غم نہ خوف کثر دمے نے بیم مار
کشتہ قوم وفدائے خلق وقربان جہاں
نے بچشم خویش میلش نے بنفس خویش کار

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 24-25 روحانی خزائن جلد 5)

یعنی ان آہ وزاریوں کی کسے خبر ہے۔ جو اس شفیع المذنبین رسولؐ خدا نے دنیا کی خاطر غار ثور کے ایک کونے میں کیں۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کونسا درد اور غم تھا جو حزین و دلفگار کر کے آپؐ کو اس غار میں لے آیا کہ آپؐ کو ظلمت و تاریکی کا کوئی خوف رہا نہ تنہائی کا ڈر۔ نہ مرنے کا غم رہا اور نہ بچھوؤں اور سانپوں کا کوئی خوف و ہراس۔ پس وہ تو قوم کی خاطر اپنے نفس کو مارنے والا، خلق خدا پر قربان ہونے والا اور دنیا پر اپنی جان فدا کرنے والا تھا۔ اسے اپنے وجود کی طرف کوئی توجہ نہ تھی نہ اپنے نفس کا کوئی خیال۔ اپنی ذات کی تکلیفوں سے بے نیاز وہ قوم کے غم میں قربان تھا۔

مخلوق خدا کی خاطر ہمارے آقا و مولا کی انہیں آہ وزاریوں کا نتیجہ تھا کہ محیی الدین کی تلاش ہوئی۔ تو فرشتوں کی نظریں اس فخر انسانیت پر پڑیں کہ خلق خدا کے غم میں جس کی جان سخت کرب میں تھی۔ سو انسانیت کے نجات دہندہ کے طور پر اس کا انتخاب ہوا۔ اور وہ مصطفیٰ اور مجتبیٰ ٹھہرا۔

بلا شبہ یہ ہمارے آقا و مولا کی حرا کی عاجزانہ دعائیں ہی تھیں جنھوں نے ایک شور محشر برپا کر کے عرب قوم کی قسمت بدل دی۔ وہی تضرعات جو ایک پاک نورانی سینہ سے بادل بن کر اٹھیں اور آنکھوں سے بارش کی طرح برسیں یقیناً ان میں بلا کی سی قوت تھی جس نے عرش الہی کو ہلا دیا۔ ان میں وہ کشش تھی جو آسمان سے ابر رحمت کھینچ لائی۔ وہ ابر جو مشرق میں بھی برسا اور مغرب میں بھی۔ شمال میں بھی برسا اور جنوب میں بھی۔ اور ایک عالم کو اس نے سیراب کیا۔ وہ مناجات رحمت للعالمین جنھوں نے زمانے کا رخ موڑ

کے رکھ دیا اور ایسا انقلاب عظیم برپا کیا، ایسی روحانی قیامت برپا کی کہ ایک عالم کا عالم جی اٹھا۔

حضرت مسیح موعود۔۔۔۔کیا خوب فرماتے ہیں:۔

سخت شورے بر فلک افتاد زاں عجزو دعا
قدسیاں رانیز شد چشم از غم آں اشکبار
آخر از عجز ومناجات و تضرع کردنش
شد نگاہ لطف حق بر عالم تاریک وتار

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 25 روحانی خزائن جلد 5)

کہ اس عظیم رسول کی عاجزانہ دعاؤں کے نتیجہ میں آسمان پر ایک عجیب شور برپا ہو گیا اور فرشتوں کی آنکھیں بھی اس غم کو دیکھ کر اشکبار نظر آنے لگیں۔ آخر اس پاک رسول کی عاجزانہ زاریوں اور مناجات اور تضرع وابتہال کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے تاریک وتار دنیا پر اپنے لطف وکرم کی نظر فرمائی اور ابر رحمت کا نزول کیا۔

یہ کوئی دعا دعا چہرہ تھا یا رحمت مجسم وجود، تضرعات کی برسات تھی۔ یا دعاؤں کا ایک موسم بہار! جس کی سیرابیوں اور شادابیوں سے ابدی اور لذت آفرین پھل کھانے والے ہمیشہ کی زندگی پاگئے اور جس نے بھی اس آب حیات کو منہ لگایا وہ بقائے دوام پا گیا۔

سیرت رسولؐ سے انہیں دعاؤں کے چند کرشموں کا ذکر یہاں مقصود ہے۔

(1) ہمارے آقا و مولا کا اٹھنا بیٹھنا اور اوڑھنا بچھونا تو دعا تھا ہی، آپؐ کے ہر کام کا آغاز بھی دعا سے ہی ہوتا تھا۔ اور دعاؤں سے ہی آپؐ کے کام انجام کو پہنچتے تھے۔ مکہ میں جب آپؐ نے دعوت اسلام کا آغاز فرمایا اور مخالفت شروع ہوئی تو سرداران قریش میں عمرو بن ہشام (ابوجہل) اور عمر بن خطاب جیسے شدید معاندین پیش پیش تھے۔

رسول کریمؐ کے دل میں ان شدید دشمنان اسلام کے حق میں محبت اور رحم کے جذبات ہی پیدا ہوئے۔ اور آپؐ نے خدا تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی۔

"اے اللہ! ان دو اشخاص عمرو بن ہشام اور عمر بن الخطاب میں سے کسی ایک کے ساتھ (جو تجھے زیادہ پسند ہو) اسلام کو عزت اور قوت نصیب فرما۔" (ترمذی ابواب المناقب عمر بن الخطاب)

دنیا نے دیکھا کہ دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی یہ دعا ایسے حیرت انگیز معجزانہ رنگ میں قبول ہوئی کہ وہی عمر جو گھر سے تلوار لے کر رسولؐ خدا کو قتل کرنے نکلے تھے اسلام کی محبت اور دعا کی تلوار سے گھائل ہو گئے۔

(2) جب قریش نافرمانیوں میں حد سے بڑھ گئے اور ان کے ایمان لانے کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ تب بھی اس رحمت للعالمین نے ان کی ہلاکت نہیں مانگی بلکہ بارگاہ الٰہی میں ایک التجا کی (جو شاید بظاہر تو بددعا معلوم ہو لیکن فی الواقعہ وہ ان کو کسی بڑی سزا اور تباہی سے بچانے کے لئے ایک نہایت حکیمانہ دعا تھی) آپؐ نے عرض کیا!

"اے میرے مولا! ان مشرکین مکہ کے مقابلہ پر میری مدد کسی ایسے قحط سے فرما جس طرح حضرت یوسف کی تو نے قحط سالی کے ذریعہ مدد فرمائی تھی۔" (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الدخان)

اس دعا میں رحمت و شفقت کا یہ عجیب رنگ غالب تھا۔ کہ اس کو قحط سے ہلاک نہ کرنا بلکہ جس طرح یوسفؑ کے بھائی قحط سالی سے مجبور ہو کر اس نشان کے بعد بلاآخر اس پر ایمان لے آئے تھے اس طرح میری قوم کو بھی میرے پاس لے آ۔ چنانچہ یہ دعا مقبول ہوئی اور مشرکین مکہ کو ایک شدید قحط نے آگھیرا۔ یہاں تک کہ ان پر ہڈیاں اور مردار کھانے کی نوبت آئی تب مجبور ہو کر ابوسفیان آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ "اے محمدؐ! آپؐ تو صلہ رحمی کا حکم

دیتے ہیں۔ اور آپؐ کی قوم اب ہلاک ہو رہی ہے آپؐ اللہ سے ہمارے حق میں دعا کریں (کہ قحط سالی دور فرمائے) اور بارشیں نازل ہوں ورنہ آپؐ کی قوم تباہ ہو جائے گی" (بخاری کتاب التفسیر سورۃ روم)

آپؐ نے ابو سفیان کو احساس دلانے کیلئے صرف اتنا کہا کہ تم بڑے دلیر اور حوصلہ والے ہو جو قریش کی نافرمانی کے باوجود ان کے حق میں دعا چاہتے ہو۔ مگر دعا کرنے سے انکار نہیں کیا کیونکہ اس رحمت مجسم کو اپنی قوم کی ہلاکت ہرگز منظور نہ تھی۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ اسی وقت آپؐ کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھ گئے اور اپنے مولا سے قحط سالی دور ہونے اور باران رحمت کے نزول کی دعا کی یہ دعا بھی خوب مقبول ہوئی۔ اور اس قدر بارش ہوئی کہ قریش کی فراخی اور آرام کے دن لوٹ آئے۔ مگر ساتھ ہی وہ انکار و مخالفت میں بھی تیز ہو گئے۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الدخان)

بعض روایات میں تو یہ بھی ذکر ہے حضورؐ کی دعا سے جب بارشوں کا کثرت سے نزول شروع ہوا تو مسلسل کئی روز تک بارش ہوتی چلی گئی۔ مشرکین نے پھر آکر بارش تھم جانے کے لئے درخواست دعا کی اور پھر رسولؐ اللہ کی دعاؤں کے نتیجہ میں بارش تھمی۔ (طبرانی بحوالہ مجمع الزوائد للہیثمی)

اس کے باوجود قریش انکار و مخالفت سے باز نہ آئے۔

(3) اُحد میں دشمن کے دوبارہ حملہ کے بعد رسولؐ اللہ شدید زخمی ہو گئے تھے۔ لوہے کا حفاظتی خود ٹوٹ کر سلاخیں چہرہ مبارک میں دھنس جانے سے چہرہ خون خون ہو رہا تھا۔ سلاخیں نکالنے سے خون ایسا جاری ہوا تھا کہ رکنے میں نہ آتا تھا۔ حضرت علیؓ ڈھال میں پانی بھر بھر کر لاتے تھے اور حضرت فاطمہؓ زخموں کو دھوتیں مگر خون مسلسل رواں تھا تب حضرت فاطمہؓ نے ایک چٹائی جلا کر زخم میں راکھ بھری تب کہیں جا کر خون رکا۔ اس تکلیف اور اذیت میں رسولؐ اللہ ایک طرف اس حقیقت کا اظہار فرما رہے تھے کہ یہ قوم کیسے کامیاب ہوگی جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کر دیا۔ تو دوسری طرف اس خیال سے کہ واقعی یہ قوم غضب الٰہی کی مورد بن نہ جائے یہ دعا کر رہے تھے۔

"اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون"

اے اللہ! میری قوم کو ہدایت نصیب کر یہ نہیں جانتے۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوہ احد)

کیا عجیب نظارہ ہے زندگی میں دو ہی مشکل اور کٹھن مقام آئے۔ جب قوم نے لہولہان کر دیا۔ ابھی زخم ہرے ہیں اور اس مقدس لہو سے جسم اور لباس لالہ رنگ ہے۔ مگر قربان جائیں انسانیت کے اس محسن پر جو دشمنوں سے حسن سلوک کا یہ سبق دیتا ہے۔ کہ ہمارے دل میں محبت سب کے لئے ہے اور نفرت کسی کے لئے نہیں اور جانی دشمنوں کو بھی ہدایت کی دعا دیتا ہے۔

(4) پھر آپؐ کی یہ دلی تمنائیں اور بے قرار دعائیں اکارت گئیں؟ نہیں! ہرگز نہیں۔ فتح مکہ کے دن دنیا نے آپؐ کی ان سب دعاؤں کو قبول ہوتے دیکھا۔ اس وقت کوئی اور ہوتا تو انتقام کی آگ بجھا کر اپنے کلیجہ کو ٹھنڈا کرتا مگر ہمارے آقا و مولا کا حسین انتقام کیا تھا۔ آپؐ کا دل تو اپنی دعاؤں کی مقبولیت کے حیرت انگیز نظارے دیکھ کر ٹھنڈا ہو رہا تھا جب تمام اہل مکہ مجرموں کی صورت میں آپؐ کے سامنے صف بستہ کھڑے تھے۔ اس وقت آپؐ نے پوچھا کہ اب بتاؤ آج تم سے کیا سلوک کیا جائے؟ تو انہوں نے کہا کہ جیسا سلوک یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ (سیرت الحلبیہ باب فتح مکہ)

میں سوچتا ہوں کہ رسولؐ اللہ اس جواب کو سن کر کتنے محظوظ ہوئے ہوں گے ضرور آپؐ کو اپنی وہ دعا یاد آئی ہو گی جب آپؐ نے اپنے مولا سے عرض کیا تھا۔ کہ مشرکین مکہ کے

خلاف میری ایسے مدد کر جیسے یوسف کی اس کے بھائیوں کے مقابلہ میں کی تھی۔ آج آپؐ کی قوم خود اپنی زبان سے کہہ رہی تھی کہ ہم مجرم ہو کر یوسفؑ کے مجرم بھائیوں کی طرح آپؐ کے سامنے فیصلہ کے منتظر ہیں۔ آپؐ ہم سے یوسفؑ والا سلوک فرمائیں وہ جس نے زخم کھا کر بھی اپنی قوم کو ہدایت کی دعا دی تھی آج بھی ان کی ہدایت کا ہی متمنی تھا۔ اس لئے اس نے ساری قوم کی غیر مشروط معافی کا اعلان کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ساری قوم مسلمان ہو گئی اور بلاشبہ یہ رسولؐ اللہ کی دعاؤں کا عظیم نشان تھا۔

(5) مکی دور میں مشرکین مکہ کی مخالفت اور انکار بالاصرار سے تنگ آکر جب ہمارے آقا و مولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بلغ کے الہی ارشاد کے مطابق طائف کا قصد فرمایا تو آپؐ کو زندگی کی سب سے بڑی تکلیف وہاں اٹھانی پڑی۔ حضرت عائشہؓ نے آپؐ سے ایک دفعہ پوچھا کہ یا رسول اللہ! اُحد (جس میں آپؐ شدید زخمی ہوئے اور تکلیف اٹھائی) سے زیادہ بھی کبھی آپؐ کو تکلیف برداشت کرنی پڑی ہے۔ تو رسولؐ اللہ نے فرمایا اے عائشہؓ میں نے تیری قوم سے بہت تکلیفیں برداشت کیں۔ مگر میری تکلیفوں کا سخت ترین دن وہ تھا جب میں طائف کے سردار عبدیالیل کے پاس گیا اور (پیغام حق پہنچانے کے لئے) اس سے اعانت اور امان چاہی۔ مگر اس نے انکار کر دیا (بلکہ شہر کے اوباش آپؐ کے پیچھے لگا دیئے جو آپؐ کو پتھر مارنے لگے یہاں تک کہ آپؐ کے پاؤں سے خون بہنے لگا)۔ آپؐ فرماتے ہیں اس شخص کی طرح جس کی کوئی منزل نہ ہو جدھر کو میرا منہ آیا ادھر کو میں چل پڑا۔

اس موقع پر ہمارے آقا و مولیٰ نے درد و کرب میں ڈوبی ہوئی دعا کی اس سے آپؐ کی اس جسمانی تکلیف اور اذیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جو اس موقع پر آپؐ نے برداشت کی۔ دعا یوں معلوم ہوتا ہے کہ مکہ اور طائف والوں کے انکار اور ظلم کے مقابل پر اپنی بے بسی اور بے کسی کا عالم دیکھ کر اس اولوالعزم رسولؐ سید المعصومین کے صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہو گیا۔ آپؐ نے اپنے مولا کی غیرت کو یوں جوش دلایا کہ۔

اے خداوند! میں اپنے ضعف و ناتوانی اور مصیبت اور پریشانی کا حال تیرے سوا کس سے کہوں مجھ میں صبر کی طاقت اب تھوڑی رہ گئی ہے مجھے اپنی مشکل حل کرنے کی کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔ میں سب لوگوں میں ذلیل و رسوا ہو گیا ہوں۔ تیرا نام ارحم الراحمین ہے تو رحم فرما! کیا تو مجھے دشمن کے حوالے کر دے گا۔ جو مجھے تباہ و برباد کر دے۔ خیر! جو چاہے کر پر اک تو مجھ سے ناراض نہ ہونا۔ بس پھر مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ (جامع الصغیر للسیوطی)

پھر جب آپؐ قرن الثعالب مقام پر پہنچے تو کچھ اوسان بحال ہوئے۔ آسمان کی طرف نگاہ کی تو جبریلؑ کی آواز آئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی قوم کا جواب اور رد عمل دیکھ لیا ہے۔ اور پہاڑوں کے فرشتہ کو آپؐ کے پاس بھیجا ہے۔ کہ آپؐ اس کو جو چاہیں حکم دیں تب ملک الجبال نے آپؐ کو سلام کیا اور کہا کہ اے محمد! آپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپؐ چاہیں تو ان دو پہاڑوں کو اس وادی پر گرا کر تباہ کر دوں۔

اپنے جانی دشمنوں کی ہلاکت کے جملہ اسباب جمع ہو جانے پر بھی آپؐ نے ان کی تباہی نہیں چاہی آپؐ نے جواب دیا۔ کہ نہیں ایسا مت کرو۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرینگے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (بخاری کتاب بدءالخلق ذکر الملائکہ)

نہ صرف یہ کہ آپؐ نے اپنی قوم کی ہلاکت نہیں چاہی بلکہ نہایت درد کے ساتھ خدا تعالیٰ سے دعا کی۔

اللهم اهد قومی فانهم لایعلمون

اے اللہ میری قوم کو ہدایت نصیب کر یہ نہیں جانتے۔
(نور الیقین فی سیرۃ خاتم النبیین مطبوعہ مصر ڈاکٹر خضری بک واقعہ سفر طائف)

بے کسی اور بے بسی کے زمانے میں یہ عجیب اور حیرت انگیز ماجرا ہے کہ وہ قوم جس سے ہمارے آقا و مولیٰ کو زندگی کا سب سے بڑا دکھ پہنچتا ہے۔ اس وقت بھی آپؐ کے دل کی گہرائیوں سے ان کے لئے رحمت و ہدایت کی دعا کے سوا کچھ نہیں نکلتا پھر جب مکہ فتح ہوتا ہے۔ اور آپؐ کو اتنی طاقت حاصل ہوتی ہے۔ کہ چاہیں تو طائف کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں اس وقت بھی آپؐ اہل طائف کے لئے اپنے مولا سے رحمت کی بھیک مانگتے ہی نظر آتے ہیں اسلامی لشکر جب طائف کا رخ کرتا ہے تو اھل طائف محصور ہو کر مقابلہ کی ٹھان لیتے ہیں اور قلعہ بند ہو کر کھلے میدان میں پڑے محاصرین مسلمانوں پر خوب تیر اندازی کرتے ہیں تب صحابہؓ سے رہا نہیں جاتا اور وہ رسولؐ خدا کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ثقیف قبیلہ کے تیروں کی بارش نے ہمیں بھون کر رکھ دیا ہے آپؐ ان ظالموں کے خلاف کوئی بد دعا کریں ایک ظالم قوم کے مسلسل ظلم اور انکار کو دیکھ کر بھی ہمارے آقا و مولیٰ کی رحمت و دعا جوش میں ہے آپؐ جواباً فرماتے ہیں!

اللھم اھد ثقیفاً۔ اے اللہ! وادی طائف کی قوم ثقیف کو ھدایت عطا فرما۔ دل کی گہرائیوں سے اٹھنے والی یہ دعا بھی قبولیت کا شرف پا گئی اور ۹ھ میں قوم ثقیف نے مدینہ میں آکر اسلام قبول کر لیا۔

(بخاری کتاب المغازی و ترمذی ابواب المناقب باب مناقب ثقیف)

(۶) کبھی ایسا بھی ہوا کہ جب جانی دشمن حد سے بڑھ گئے اور رسولؐ خدا کو عبادت الٰہی سے روکنے لگے تو آپؐ نے اپنے مولیٰ سے دشمن پر گرفت کا نشان مانگا۔ اور خدا تعالیٰ نے خوب آپؐ کی نصرت فرمائی۔ ایک دفعہ آپؐ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور ابو جہل اور اس کے ساتھی بھی صحن کعبہ میں مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ ان سرداروں میں کسی بد بخت نے مشورہ دیا کہ کوئی جا کر فلاں محلہ سے اونٹنی (جو ذبح ہوئی ہے) کا بچہ دان اٹھا کر لائے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ میں جائیں تو ان کی پشت پر رکھ دے ان میں سے ایک بد بخت عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور اونٹنی کی گند بھری بچہ دانی اٹھا لایا اور دیکھتا رہا۔ جونہی نبی کریمؐ سجدہ میں گئے اس نے وہ غلاظت بھرا بوجھ آپؐ کی پشت پر دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ عبداللہ بن مسعود کہا کرتے تھے کہ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی میں رسولؐ خدا کی کچھ مدد نہ کر سکتا تھا۔ میں کف افسوس ملتا رہ گیا۔ کہ اے کاش ان دشمنان رسولؐ کے مقابل پر مجھے اتنی توفیق ہوتی کہ آپؐ سے اس بوجھ کو دور کرتا۔ ادھر ان مشرک سرداروں کا یہ عالم تھا کہ رسولؐ اللہ کو اذیت میں دیکھ کر استہزا کرتے ہوئے ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوئے جا رہے تھے۔ اور ادھر رسول کریمؐ سجدہ کی حالت میں پڑے سر نہیں اٹھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی لخت جگر حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں اور آپؐ کی پشت سے وہ غلاظت کا بوجھ ہٹایا۔ تو آپؐ نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ عبادت الٰہی سے روکنے اور استہزا کرنے والے ان جانی دشمنوں کے حق میں رسولؐ اللہ نے یہ فریاد کی اللھم علیک بقریش۔ اے اللہ! ان قریش کو تو خود سنبھال۔ اور پھر خدا کی غیرت نے ان دشمنان رسولؐ کو میدان بدر میں ہلاک کیا صحابہؓ بیان کرتے تھے کہ ہم نے ان دشمنان رسول کا یہ عبرت ناک انجام بچشم خود دیکھا کہ میدان بدر میں ان کی لاشیں اس حال میں پڑی تھیں کہ تمازت آفتاب سے ان کے حلیے بگڑ چکے تھے۔

یہ تھا دشمنان رسولؐ کا عبرتناک انجام جو رسولؐ اللہ کی دعا کے جوش سے ظاہر ہوا۔

(۷) ایک دفعہ یمن کے دوس قبیلہ کے سردار طفیل بن عمرو نے (جو مدینہ میں آکر آباد ہو چکے تھے) دربار نبوی میں شکایت کی کہ میری مسلسل تبلیغ اور دعوت اسلام کے باوجود یہ قبیلہ مسلسل انکار کر رہا ہے اور کسی طرح بھی اسلام قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ان کے خلاف کوئی بد دعا کریں رسولؐ خدا نے قبیلہ کی طرف منہ کیا اور ہاتھ اٹھائے۔ صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم سمجھے لو بد دعا ہونے لگی۔ اب سمجھو کہ دوس قبیلہ ھلاک ہو گیا مگر اس بزرگ اور کریم رسولؐ کے پاک لبوں پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔

"اللھم اھد دوساً وائت بھم"

اے اللہ! دوس قبیلہ کو ہدایت دے اور ان کو ہمارے پاس لے آ۔ اور یہ دعا پورے قبیلہ کی ھدایت کا موجب بن گئی۔ (بخاری کتاب المغازی باب قصۃ دوس مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۲۴۳)

(۸) دوس قبیلہ کے ابوھریرہؓ بھی اسی دعا کا پھل تھے اور ان کی مشرک والدہ بھی۔ ایک روز حضرت ابوھریرہؓ نے مشرک والدہ کو اسلام قبول کرنے کو کہا تو انھوں نے رسولؐ اللہ کی شان میں گستاخی کی۔ ابوھریرہؓ بڑے کرب کے ساتھ دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ رسول کریمؐ کے دل سے یہ دعا نکلی۔

"اللھم اھد ام ابی ھریرہ"

اے اللہ! ابوھریرہؓ کی ماں کو ہدایت دے۔ یہ دعا عجیب معجزانہ طور پر قبول ہوئی۔ ابوھریرہؓ گھر واپس آئے تو ان کی والدہ میں ایک عجیب تغیر اور انقلاب پیدا ہو چکا تھا۔ وہ با آواز بلند "اشھد ان لاالہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ" پڑھ کر اپنے قبول اسلام کا اعلان کر رہی تھیں۔ (الاصابہ فی معرفتہ الصحابہؓ جلد ۴ صفحہ ۲۰۴ مطبوعہ مصر)

ابوھریرہؓ تو خوشی سے پھولے نہ سمائے اور اسی وقت خوشی سے روتے ہوئے پھر رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے سارا واقعہ آپؐ سے عرض کیا! دعا پر ان کا ایمان اتنا پختہ ہو چکا تھا کہ عرض کیا اے خدا کے رسولؐ! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری اور میری والدہ کی محبت مومنوں کے دلوں میں پیدا کر دے اور رسولؐ اللہ نے ان کے حق میں یہ دعا بھی کی۔ (الاصابہ فی معرفتہ الصحابہؓ زیر لفظ ابوھریرہؓ)

ہمارے آقا و مولیٰ کی یہ دعائیں ہی تھیں جنھوں نے سر زمین عرب کی کایا پلٹ دی تھی یہ تو ان دعاؤں کا ذکر تھا۔ جو قوم کی ہدایت کے لئے گاہے بگاہے آپؐ نے فرمائیں مگر آپؐ کا وجود تو مجسم دعا تھا۔ چلتا پھرتا دعاؤں کا ایک پیکر۔ ایسے لگتا ہے کہ مایعبوبکم ربی لولا دعاؤکم (کہ اگر تم دعا نہ کرو تو خدا کو تمہاری کیا پرواہ ہے) کا ارشاد ہر دم آپؐ کے مد نظر رہتا تھا یہاں تک کہ جوتی کا تسمہ حاصل کرنے کے لئے آپؐ نے ہمیں دعا کا سبق دیا۔ آپؐ کی زندگی کی تمام تر فتوحات بھی در اصل آپؐ کی دعاؤں کی ہی مرہون منت تھیں ہر مشکل مرحلے پر آپؐ ہمیشہ خدا کو یاد کرتے اور نصرت طلب کرتے نظر آتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ دعا آپؐ کی زندگی اور آپؐ کی جملہ مہمات دینیہ کی ایک کلید تھی۔ اس کلید کو آپؐ ہمیشہ ضرورت کے وقت استعمال فرماتے۔ اور ہمیشہ یہ کلید آپؐ کے لئے فتوحات کے دروازے کھولتی ہوئی نظر آتی ہے۔

(۹) بدر کی فتح کو اگر کوئی ۳۱۳ نہتے مسلمانوں کی فتح قرار دیتا ہے "تو دے" میں تو یہ جانتا ہوں کہ یہ در اصل میرے آقا و مولیٰ کی ان بے قرار دعاؤں کی فتح تھی جو بدر کی جھونپڑی میں نہایت عاجزی اور اضطراب سے آپؐ نے مانگیں۔ آپؐ نے اپنے مولیٰ کو سب واسطے دیئے۔ یہاں تک کہ اس کو

اس کی توحید کا واسطہ بھی دیا کہ۔
اے مولیٰ! آج تو نے اس چھوٹی سی موحد جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔ (بخاری کتاب المغازی غزوہ بدر)
کس قدر خدائی غیرت کو جوش دلانے والی ہے یہ دعا۔ گویا بالفاظ دیگر آپؐ اپنے مولیٰ سے یوں مخاطب تھے کہ ان مٹھی بھر جانوں کی تو پرواہ نہیں، مجھے تو تجھ سے اور تیری توحید سے محبت ہے اور سالہا سال کی محنت کے بعد چند مؤحد عبادت گزاروں کی یہ مٹھی بھر جماعت میں نے تیار کی ہے۔ اگر اس جماعت کو بھی تو نے ہلاک کر دیا تو مجھے یہ فکر ہے کہ تیرے نام لیوا کہاں سے آئیں گے؟ بدر کے جھونپڑے میں کی جانے والی یہ دعا ہی تھی جو بارگاہ الوھیت میں مقبول ہوئی تو اس نے کنکروں کی ایک مٹھی کو طوفان بادوباراں میں بدل کے رکھ دیا۔ اور ۳۱۳ نہتے مسلمانوں کو مشرکین کے ایک ہزار مسلح لشکر جرار پر فتح عطا فرمائی۔ (بخاری کتاب المغازی و کتاب الجہاد)
(۱۰) غزوہ احزاب کی فتح بھی دعاؤں کی فتح تھی جب مدینہ کی چھوٹی سی بستی پر چاروں طرف ہزاروں کی تعداد میں مسلح لشکر چڑھ آئے اور محصور مسلمان سخت سردی کے ایام، ناکافی غذائی ضروریات کے باعث مرنے لگے۔ صحابہؓ رسول نے بھوک کا مقابلہ کرنے کیلئے پیٹوں پر پتھر باندھ لئے اور خود رسول خدا کے پیٹ پر دو پتھر تھے۔ وہ جنگ صرف ایک اعصاب شکن جنگ نہ تھی بلکہ مسلمانوں کی زندگی پر ہولناک ابتلا تھا۔ جس کا سچا نقشہ اور صحیح تصویر قرآن شریف نے یوں کھینچی ہے۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

خوب سے خوب تر کی تلاش

ہم نے مئی 90ء میں "خوب سے خوب تر کی تلاش" کے عنوان سے ایک سروے کرایا تھا جس میں قارئین خالد سے درخواست کی تھی کہ اپنی پسند سے ہمیں آگاہ فرمائیں۔ ہمیں قارئین کی طرف سے خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ اس وقت تک جن احباب نے ہمیں یہ کوپن پر کرکے واپس بھجوایا ان کے اسماء ہم درج کر رہے ہیں ہم ان سب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ ہم اپنے قارئین کی پسند کا احترام کریں گے۔
(انشاء اللہ)

رانا محمد طاہر فاروق (69۔ رب)۔ نعمان شریف (کوٹلی آزاد کشمیر)۔ افتخار احمد چیمہ (شاہدرہ)۔ راجہ رضوان احمد (ملیر کراچی)۔ بشارت احمد شیخ (اقبال ٹاؤن)۔ داؤد احمد جاوید (دارالحمد۔ لاہور)۔ احمد محمود خان (مسلم ٹاؤن لاہور)۔ مبارک احمد بٹ، داؤد احمد ناصر (علامہ اقبال ٹاؤن۔ لاہور)۔ نعیم احمد سرمد (روہڑی سکھر)۔ نذیر احمد سانول (ملتان شہر) احمد صفی اللہ (عزیز آباد کراچی)۔ فہیم احمد مشہود (عبداللہ پارک۔ لاہور)۔ نصیر احمد بدر (نور پور تھل۔ خوشاب)۔ اقبال احمد (راجن پور)۔ سید مبشر احمد شاہ (ملت کالونی راولپنڈی)۔ انوار الٰہی (لاہور نمبر 1)۔ خواجہ مظفر احمد ناصر (مردان)۔ اسد نوالدٹو (لاڑکانہ)۔ راجہ محمد اکبر اقبال (باب الابواب۔ ربوہ) عبدالاعلیٰ نجم الثاقب (باب الابواب۔ ربوہ) عطاء المنان (ناصر ہوسٹل۔ ربوہ)

تعارف کتب نمبر 10

تذکرۃ الشہادتین

سن اشاعت: اکتوبر 1903ء
صفحات: 128
(روحانی خزائن نمبر 20)

یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اردو اور حصہ عربی۔ حصہ اردو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب رئیس اعظم خوست افغانستان اور ان کے شاگرد رشید حضرت میاں عبدالرحمان صاحب کی شہادت کے واقعات پر مشتمل ہے۔ حصہ عربی تین رسائل پر مشتمل ہے۔ پہلا رسالہ "الوقت وقت الدعا لاوقت الملاحم و قتل الاعداء" دوسرا رسالہ "ذکر حقیقۃ الوحی و ذرائع حصولہ" اور تیسرا رسالہ "علامات المقربین" کے نام سے موسوم ہے۔

تذکرۃ الشہادتین کا بنیادی موضوع جماعت احمدیہ کے پہلے دو شہداء حضرت میاں عبدالرحمان صاحب و حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کے واقعات قبول احمدیت و حالات واقعہ شہادت ہے۔ شہادت کے یہ دونوں واقعات حضور۔۔۔۔کے الہامات مندرجہ براہین احمدیہ "شاتان تذبحان کل من علیہا فان" کے مطابق ظہور میں آئے۔ اس لحاظ سے یہ حضور۔۔۔۔کی صداقت کا بہت بڑا نشان ہیں۔ حضور۔۔۔۔نے اس ضمن میں ان تمام دلائل کی تفصیل بھی بیان فرمائی ہے جو حضرت صاحبزادہ صاحب کی قبولیت احمدیت کا باعث بنے۔ خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات، رفع اور نزول مسیح کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا۔ اس ضمن میں حضور نے حضرت عیسیٰ سے اپنی سولہ مشابہتوں کا بھی ذکر فرمایا۔ (صفحہ 30)

حضرت مسیح موعود۔۔۔ شہزادہ صاحب کی ملاقات کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:
"۔۔۔اور جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور جیسا ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی میں نے ان کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا۔۔۔اس کی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر میں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو۔۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ 10)

شہادت کے دلگداز واقعات بیان فرمانے کے بعد حضور نے اپنی جماعت کو نصیحت فرماتے ہوئے اخروی زندگی کی تیاری کرنے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اور ساتھ ہی ان عقائد کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے جو جماعت احمدیہ کا امتیازی نشان ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جہاں اپنی صداقت کے بہت سے دلائل بیان فرمائے ہیں وہاں قرآنی دلیل فقد لبثت فیکم عمراً

من قبلہ کی پیروی میں بڑی تحدی کے ساتھ فرمایا:
"تم کوئی عیب افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے؟ پس یہ خدا کا فضل ہے کہ جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ دلیل ہے"۔
پھر حضور پر نور سلسلہ احمدیہ کے روشن مستقبل کے متعلق پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
"اے تمام لوگو سن رکھو! یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا"۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ 64)

"۔۔۔۔صاحبزادہ مولوی عبداللطیف مرحوم کا اس بے رحمی سے مارا جانا اگرچہ ایسا امر ہے کہ اس کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ (وما رئینا ظلما اغیظ من ھذا) لیکن اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہوں گے اور کابل کی زمین دیکھ لے گی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائے گا۔ یہ خون کبھی ضائع نہیں جائے گا۔ پہلے اس سے غریب عبدالرحمان میری جماعت کے ظلم سے مارا گیا اور خدا چپ رہا مگر اس خون پر اب وہ چپ نہیں رہے گا اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہوں گے چنانچہ سنا گیا ہے کہ جب شہید مرحوم کو ہزاروں پتھروں سے قتل کیا گیا تو انہیں دنوں میں سخت ہیضہ کابل میں پھوٹ پڑا اور بڑے بڑے ریاست کے نامی اس کا شکار ہوگئے اور بعض امیر کے رشتہ دار اور عزیز بھی اس جہان سے رخصت ہوئے۔ مگر ابھی کیا ہے یہ خون بڑی بے رحمی کے ساتھ کیا گیا ہے اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانہ میں نظیر نہیں ملے گی ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بے دردی سے قتل کرکے اپنے تئیں تباہ کرلیا۔ اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا اے بد قسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے۔۔۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ 74)

اس کتاب کا عربی حصہ تین رسائل پر مبنی ہے۔
پہلا رسالہ جو "الوقت وقت الدعا لا وقت الملاحم وقتل الاعداء" کے نام سے موسوم ہے اس میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اس امر کو پیش فرمایا ہے کہ اسلام کی اشاعت تلوار کی محتاج نہیں۔ خاص طور پر اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کے لئے دعا کو آسمانی حربہ قرار دیا ہے اور انبیاء کی پیشگوئیاں بھی ہیں کہ مسیح موعود دعا سے فتح پائے گا۔ اور اس کا ہتھیار براہین و دلائل ہوں گے۔ حضور پر نور نے اس کی تائید میں یہ امر بھی پیش فرمایا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کا منشاء یہی ہوتا کہ اس زمانہ میں مسلمان مذہبی لڑائیاں کریں تو وہ اسلحہ سازی اور حربی فنی علوم میں مسلمانوں کو باقی اقوام پر برتری بخشتا۔ نیز آپ نے فرمایا کہ
"شیطان سے اس آخری جنگ کا ہتھیار تلوار نہیں بلکہ قلم ہے"۔

"شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور در حقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔۔۔۔۔ ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں جو صدق دل سے ایمان اور حق کے لئے جان بھی فدا کرتے ہیں اور زن و فرزند کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔ اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے"۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ 55،56۔58)

حضور نے اس رسالہ میں اپنے دعویٰ مسیح موعود اور دعویٰ نبوت کو بھی پیش فرمایا ہے۔ دعویٰ نبوت کے سلسلہ میں حضور نے ایک خاص اعتراض کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ سوال حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید نے بھی دریافت فرمایا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ امت محمدیہ میں سوائے مسیح موعود کے خلفائے راشدین وغیرہم کو نبی کا نام نہیں دیا گیا؟

1۔ حضور فرماتے ہیں خلفاء کو نبی کا نام نہ دیئے جانے کی وجہ یہ تھی کہ ختم نبوت کی حقیقت لوگوں پر مشتبہ نہ ہوجائے۔ لیکن جب ایک زمانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر گزر گیا تو اللہ تعالیٰ نے سلسلہ محمدیہ کو سلسلہ موسویہ سے تشبیہ تام دینے کے خاطر مسیح موعود کو نبی کا نام دے کر مبعوث فرمایا۔

2۔ دوسرے رسالے میں جس کا نام "ذکر حقیقۃ الوحی وذرائع حصولہ" ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے وحی کی حقیقت اور اس کے حصول کے ذرائع بیان فرماتے ہوئے ان صفات کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے جو صاحب وحی والہام میں پائی جانی ضروری ہیں۔

3۔ تیسرا رسالہ جو "علامات المقربین" کے نام سے اس حصہ میں شامل ہے۔ یہ دراصل دوسرے عربی رسالہ کا تسلسل ہے۔ اس میں آپ نے مقربین بارگاہ الٰہی کی جملہ صفات کو نہایت فصیح و بلیغ عربی میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ حضور نے اس رسالہ میں بھی مسیح موعود اور ذوالقرنین ہونے کا دعویٰ پیش فرمایا ہے۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان صاحب)

قرارداد تعزیت

خاکسار اپنے نہایت ہی پیارے قائد صاحب ضلع کے خسر محترم نذیر احمد صاحب ساجد کی وفات پر اپنی طرف سے، نگران دیہاتی مجالس اور قائدین دیہاتی مجالس کی طرف سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم کو دینی گفتگو کا بہت شوق تھا اور مجالس سوال و جواب میں دوستوں کے سوالوں کا تسلی بخش جواب دیتے۔ اپنی وفات سے ایک روز قبل اصلاح و ارشاد کے سلسلہ میں "دیہاتی مجلس" کے ایک پروگرام کیلئے وقت دے چکے تھے لیکن جب متعلقہ ناظم صاحب انہیں لینے کیلئے ان کے گھر پہنچے تو پتہ چلا کہ وہ تو خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت میں بلند مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

(کریم احمد خان۔ نگران اعلیٰ دیہاتی مجالس ضلع لاہور)

قسط اول

مسیح کی روح اور جسم کے رفع کا واقعہ

(مترجم۔ محترم مولانا غلام باری صاحب سیف)

رومی حکومت کے سپاہی حضرت عیسیٰ کی تلاش کر رہے تھے تاکہ حکومت کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ عیسیٰ کے ایک حواری نے چاندی کے تیس سکوں کے عوض مخبری کی اور یہود کو بتایا کہ وہ "جتسمانی" کے باغ میں مقیم ہے۔ چنانچہ رومی لشکر عیسیٰ کو پکڑنے کے لئے گیا اور آپ کو پکڑ کر قید کر دیا اور اسے سولی دینے کا حکم دیا۔ لیکن اللہ نے مسیح کو اس سے بچانے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ کس طرح سولی سے بچ گئے اور کسی کو اس کا پتہ نہ چلا۔ اب مسیح ان کی ہدایت سے مایوس ہو چکے تھے۔ اس لئے آپ ان کو چھوڑ کر چل دیئے۔

اس موضوع پر مسلمانوں میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں کہ مسیح صلیب سے بچ گئے۔ قرآن کریم کی آیت

وماقتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم

اس پر واضح دلیل ہے۔ سوال یہ ہے کہ پھر صلیب سے بچ جانے کے بعد عیسیٰ کہاں گئے۔ کیا وہ آسمان پر اپنے جسم اور روح کے ساتھ اٹھائے گئے۔ کیا وہ زندہ اپنے جسم اور روح کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے۔ یا مخفی طور پر زمین پر اپنی عمر پوری کرنے کے بعد جہاں مشیت خداوندی تھی وفات پا گئے اور زمین میں ان کی جسم کی تدفین ہو گئی اور روح کا اپنے خدا کے ہاں رفع ہو گیا۔

پہلے میں یہ ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ رسالہ "لواء الاسلام" نے اپنی اشاعت اپریل ۱۹۶۳ء میں ایک مجلس مذاکرہ کا ذکر کیا ہے۔ جس میں بڑے بڑے علماء کرام نے اس بارہ میں اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سب علماء نے اس پر اتفاق کیا کہ

۱۔ کسی قرآنی نص میں کوئی ذکر نہیں جس کی بنا پر یہ عقیدہ لازم ہو کہ مسیح علیہ السلام کے جسم کا آسمان کی طرف رفع ہوا۔

۲۔ مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے بارہ میں صحاح ستہ میں احادیث آئی ہیں۔ یہ سب احادیث احاد (کمزور) ہیں اور احاد (کمزور) احادیث واجب العمل تو ہوتی ہیں واجب الاعتقاد نہیں۔ یعنی عقیدہ کی بنیاد ان پر نہیں رکھی جا سکتی (اور یہاں مسئلہ عقیدہ کا ہے جو ان احادیث سے ثابت نہیں ہوتا) اور

اس خلاصہ کی بنیاد انہوں نے متقدمین کی رائے پر رکھی ہے جن کا ذکر میں بعد میں کرونگا۔ اور یہ رائے جدید علماء کی رائے سے ملتی ہے۔ ان کا ذکر بھی آئندہ کروں گا۔ اس طرح یہ نظریہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسم اور روح (دونوں سے) نہیں ہوا۔ بلکہ ان کی وفات کے بعد صرف ان کی روح کا رفع ہوا ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے علماء کے علمی مذاکرہ کا۔ اس کا رد بھی مقصود ہے جو یہ کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی حیات اور رفع کی وجہ سے فضیلت رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا اور آپ زمین میں مدفون ہیں۔ اس نکتہ نظر سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ کے بعد کسی نئے نبی (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی ضرورت نہیں کیونکہ مسیح زندہ ہیں۔

کچھ علماء جن کی تعداد کم ہے کی یہ رائے ہے کہ عیسیٰ کا آسمان کی طرف جسم اور روح دونوں سے رفع ہوا ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے

وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه

۔ استاذ شیخ عبداللطیف سب کی اس آیت کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ کسی عقلمند کے لئے گنجائش نہیں کہ وہ اس پر اعتقاد نہ رکھے کہ عیسیٰ قتل نہیں ہوئے بلکہ ان کا زندہ ہونے کی حالت میں رفع ہو گیا ہے۔

بخاری اور مسلم میں جو آیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ابن مریم ضرور نازل ہوگا۔ وہ منصف عادل حاکم ہوگا۔ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔ مسلم میں ہے کہ عیسیٰ آخری زمانہ میں نازل ہوگا اور مسیح دجال کو قتل کرے گا۔

جمہور مسلمانوں نے اس خیال کو رد کیا ہے۔ ان کی یہ رائے ہے کہ یہود کی سازش سے بچنے کے بعد وہ ایک لمبا عرصہ زندہ رہے اور طبعی موت وفات پائی۔ ان کی روح کا اسی طرح رفع ہوا جس

طرح دوسرے انبیاء، صدیقین اور شہداء کی روحوں کا۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ یہود کی ان کے بارہ میں تحدی تھی۔ اس لئے اللہ نے ان کے صلیب پر مرنے سے بچ جانے کا ذکر کیا ہے اور ان کے اس مرتبہ کا ذکر کیا جس سے ان کی روح کا رفع مستلزم ہے۔

بیشتر اس کے کہ ہم ان علماء کے ناموں اور دلائل کا ذکر کریں ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کے دلائل کا رد کریں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ عیسی کا رفع جسم اور روح دونوں سے ہوا۔

آیت کریم بل رفعہ اللہ الیہ کے بارہ میں علماء کی یہ رائے ہے کہ یہ اس وعدہ کا اثبات ہے جو آیت

انی متوفیک و رافعک الی و مطهرک من الذین کفروا

میں ہے۔ اگر آیت بل رفعہ اللہ میں وفات اور تطہیر کا ذکر نہیں اور صرف رفع کا ہی ذکر ہے تو اس صورت میں ضروری ہے کہ اس پر غور کیا جائے کہ انی متوفیک کیوں کہا۔ مقید تو مطلق کو خاص کر دیتا ہے۔

ان علماء کی یہ رائے ہے کہ رفع کے معنی یہاں مرتبہ کی بلندی کے ہیں اور قرآن میں رفع کا ان معنوں میں ذکر موجود ہے۔ اللہ تبارک و تعالی فرماتے ہیں

"فی بیوت اذن الله ان ترفع"

اور آیت نرفع درجات من نشاء اور و رفعنا لک ذکرک اور و رفعناه مکاناً علیاً اور یرفع اللهالذین امنو منکم والذین اوتو العلم درجات۔

رافعک الی کی تعبیر قول بل رفعہ الله الیہ سے کی گئی ہے۔

جیسے کہا جاتا ہے "لحق فلان بالرفیق الاعلیٰ" کہ فلاں رفیق اعلی یعنی خدا سے مل گیا۔ اور خدا کے اس قول سے ان معنوں کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے جن میں فرمایا "ان الله معنا" اور عند ملیک مقتدر۔ ان تمام آیات سے رعایت، حفاظت، اور خدا کی پناہ میں ہوجانے کے معنی لئے جاتے ہیں۔ اورآیت کریم

لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتاً بل احیاء عند ربهم یرزقون

میں رفع کے بارہ میں بہت بڑی وضاحت ہے کہ اس آیت میں روح کے خلود کے معنے ہیں جسم کے خلود کے نہیں۔ باوجود یکہ آیت میں اس امر کا ذکر ہے کہ وہ زندہ ہیں اس کے یہ معنی نہیں کہ ان کے جسم زندہ ہیں۔ شہید کا جسم تو مٹی کے نیچے مدفون ہے۔

اور آیت میں یہ بھی ہے کہ وہ "عند ربهم" ہیں۔ وہ رزق دیئے جاتے ہیں۔ یہاں ان کے جسموں کے قرب کا ذکر مراد نہیں کہ ان کے جسم خدا کے پاس ہیں اور نہ رزق سے مراد مادی رزق ہے۔ یہاں مقصود صرف روح کی تکریم ہے کہ وہ خدا کے ہاں مقرب ہیں اور لذائذ سے متمتع ہونے سے مراد روحانی طور پر متمتع ہونا ہے جسمانی طور پر نہیں۔

احادیث کا جواب وہ یہ دیتے ہیں۔

۱۔ یہ احادیث احاد میں سے ہیں اور اس سے اعتقاد واجب نہیں ہوتا اور یہاں اعتقادی مسئلہ کا تعلق ہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

۲۔ ان حدیثوں میں ایک بھی حکم ایسا نہیں جس میں مسیح کے جسم کے رفع کا ذکر ہو اور رفع کو نزول کی حدیثوں سے بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ اس سے بھی بعض علماء نے یہ استنباط کیا کہ چونکہ احادیث میں ینزل کے الفاظ ہیں اس لئے عیسی کا رفع ہوگیا۔ باوجود اس بات کے کہ نزول سے رفع لازمی ثابت نہیں ہوتا۔ جب تو یہ کہے کہ "نزلت ضیفاً علی فلان" کہ میں فلاں کے ہاں مہمان اترا تو اس کے یہ معنی نہیں کہ تو آسمان پر گیا تھا اب تو یہاں اترا ہے۔ جب ہم نزل اور انزل کے معنوں پر قرآن کی رو سے غور کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ کسی بلندی سے نازل ہوا۔ اس کے معنی نصیحت، قدر یا واقع ہونے اور عطاء کے ہیں۔ اللہ تعالی قرآن

مجید میں فرماتے ہیں

"وانزلنا الحدید فیہ باس شدید"

اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے لوہے میں قوت اور جنگ کا سامان رکھا۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ فرمانا

"قل رب انزلنی منزلاً مبارکاً و انت خیر المنزلین"

کہ میرے لئے مبارک جگہ مقدر فرما اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا

"فاذا نزل بساحتھم فساء صباح المنذرین"

نزل کے معنی یہاں واقع ہونے کے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا "و انزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج"

یہاں قرا و عطاء کرنے کے ہیں۔ یہی معنی احادیث سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔

اگر نزول والی احادیث صحیح بھی ہیں تب بھی معنے مسیحؑ کے آنے کے ہیں اور یہ خدا سے بعید نہیں کہ خدا مسیحؑ کو زندہ کرے اور قیامت سے قبل ان کو محمدی شریعت کی اشاعت کے لئے بھیجے۔

ان لوگوں نے جو نتیجہ نکالا ہے یہ کلام کا مفہوم قرار لیا ہے۔ رفع حدیث شریف کے کلمات سے تو ثابت نہیں بلکہ یہ حدیث کے پڑھنے والے کی اپنی سوچ ہے۔ اور انہیں یہ حق کس نے دیا ہے کہ وہ حدیث میں وہ معنے داخل کریں جو اس میں موجود ہی نہیں اور نہ الفاظ اس کے متحمل ہیں۔ اور بعض آیات سے جو استدلال کیا ہے کہ ان سے مسیحؑ کے آخری زمانہ میں نازل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ایک یہ آیت

وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ

دوسری آیت "انہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا" ہے۔ تو پہلی آیت میں بہ اور موتہ کی ضمیر کا مرجع بعض مسیحؑ پر لیتے ہیں۔ اس صورت میں ان کے نزدیک معنی یہ ہونگے کہ اہل کتاب میں سے ہر ایک عیسیٰؑ کی موت سے ان کے آخری زمانہ میں آنے سے پہلے ایمان لائے گا۔ لیکن یہ معنے بدیہی طور پر غلط ہیں۔ وہ اس پر کیسے ایمان لائیں گے جو خود مسیحؑ سے ہزاروں سال پہلے مرگئے۔ ثقہ مفسرین یہ معنے کرتے ہیں کہ بہ کی ضمیر کا مرجع عیسیٰؑ ہیں اور موتہ کی ضمیر راجع ہے۔ اہل کتاب کی طرف اس صورت میں معنے یہ ہونگے کہ ہر اہل کتاب پر اس کی موت کے وقت جب جانکنی کی حالت ہوگی یہ حقیقت منکشف ہوجائے گی کہ عیسیٰؑ خدا کے رسول تھے معبود یعنی خدا نہیں تھے۔ پس وہ اس حقیقت پر ایمان لے آئے گا۔ لیکن اس وقت ایمان کا کیا فائدہ؟

دوسری آیت "انہ لعلم للساعۃ" کے بارہ میں بعض کی رائے یہ ہے کہ انہ کی ضمیر کا مرجع محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن ہے۔ لیکن کچھ مفسر کہتے ہیں کہ انہ کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام ہیں کہ پہلے ان کا ہی ذکر ہو رہا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی ہیں کہ عیسیٰ کا نسبی طور پر آخری زمانہ میں آنا قرب قیامت کی دلیل ہے لیکن قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ یا یہ کہ ان کا بغیر باپ کے پیدا ہونا اور مردوں کو زندہ کرنا ان کی بعثت کی صدق کی دلیل ہے۔

اور علماء اصولیین کے نزدیک دلیل میں جب احتمال آجائے تو استدلال ساقط ہوجاتا ہے۔ اور ان دلائل میں تو احتمال کی کثرت ہے۔

اب ہم ان علماء کے دلائل کا ذکر کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ یہود کی سازش سے بچ گئے۔ اور طبعی عمر پانے کے بعد ان کی وفات ہوگئی۔ اور جسم زیر زمین دفن ہوگیا۔ اور روح کا آسمان پر رفع ہوگیا۔ ان علماء کی دلیل یہ آیت باری تعالیٰ ہے۔

"واذ قال اللہ یعیسی انی متوفیک و رافعک الی و مطھرک من الذین کفرو جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ثم الی مرجعکم"

اس میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے عیسیٰؑ کی تطہیر، دشمنوں سے حفاظت اور اپنے ساتھیوں سمیت خدا کی

بقیہ صفحہ 35

وضو کے فوائد

وضو اچھی صحت کا بہترین نسخہ:

یایہا الّذین امنوا اذاقمتم الی الصّلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم و ایدیکم الی المرافق وامسحوا برءوسکم وارجلکم الی الکعبین وان کنتم جنبًا فاطّھّروا

ترجمہ: "اے ایمان والو جب تم اٹھو نماز (صلوٰۃ) ادا کرنے کے لئے تو دھو لو اپنے چہرے اور اپنے بازو کہنیوں تک۔ اور مسح کر لو اپنے سروں پر اور دھو لو اپنے پاؤں ٹخنوں تک۔ اور اگر ہو تم جنبی تو (سارا) بدن پاک کر لو"۔ (سورۃ المائدہ آیت 6)

قرآن کے بہت سے حیرت انگیز حقائق میں سے یہاں ایک عظیم نسخے کا بیان کیا جارہا ہے ایک دن آئے گا جب غیر مسلم بھی اس طہارت یا وضو کی نقل کریں گے جس کی برکات، بغیر اس کا احساس کئے ہوئے، ہم پچھلی چودہ صدیوں سے حاصل کر رہے ہیں۔

قرآن کریم کی اس آیت کی معرفت ابھی ماضی قریب ہی میں دنیا نے جسمانی طہارت یعنی غسل کی برکات کو پہچانا ہے۔ ایسے معاشرے جو اپنے آپ کو تہذیب یافتہ کہلاتے ہیں انہوں نے بھی پچھلے ستر سال سے چہرے اور جسم کو دھونا شروع کیا ہے۔ ہم نے اس کے مقابلے میں اس نعمت سے صدیوں پہلے فائدہ اٹھانا سیکھ لیا تھا۔ اس سلسلے میں سائنسی حقائق پر علم حیاتیات کے ماہرین نے پچھلے بیس سالوں میں کئی دریافتیں کی ہیں۔ آیئے اب دیکھیں کہ طہارت اور وضو سے کس طرح انسانی صحت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ وضو کے تین اہم فوائد ہیں۔

(الف) خون کے شریانوں کے عمل پر وضو کے اثرات

خون کے شریانوں کے عمل کا نظام دو بڑے حیاتیاتی اصولوں پر قائم ہے۔ پہلا اصول دل کا وہ کام ہے جس سے خون کو خلیاتی ریشوں بلکہ مخصوص ایک ایک خلیہ تک پہنچاتا ہے۔ دوسرا اصول جسم میں استعمال شدہ خون کو دل تک واپس پہنچانا ہے اگر ایک دفعہ یہ دو طرفہ دوران خون درہم برہم ہو جائے تو ڈائسٹالک (DIASTOLIC) خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ ڈائسٹالک دل کی دھڑکن کا وہ عمل ہے جس سے دل کا پٹھا کھنچاؤ کے بعد ڈھیلا پڑ جاتا ہے جس کی وجہ سے دل شریانوں سے واپس آنے والے خون سے بھر جاتا ہے خون کے اس دباؤ کے بڑھنے سے بڑھاپے کے عمل میں تیزی آجاتی ہے بلکہ اجل کی آمد کی رفتار میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔

اس دو طرفہ دوران خون کا سب سے اہم پہلو کیا ہے؟

اس سوال کا جواب بہت سالوں سے معلوم ہو چکا ہے۔ یہ ان رگوں یا شریانوں کا صحت مند عمل ہے جس سے خون کو دل سے بافتوں تک پہنچایا جاتا ہے اور پھر بال سے باریک بافتوں اور شریانوں سے خون کو دوبارہ دل تک پہنچایا جاتا ہے خون کی بافتیں یا سانسیں ان لچکدار ٹیوبوں سے مماثلت رکھتی ہیں جو دل سے (شاخیں) نکل کر بدن میں پھیلتی ہیں اور جوں جوں ان کا فاصلہ بڑھتا ہے اسی قدر ان کی شاخیں پتلی ہو جاتی ہیں۔ اگر یہ باریک ٹیوبیں سخت ہو کر اپنی لچک کم کر دیں تو دل پر دباؤ بڑھ جاتا ہے اس کو علم صحت کی اصطلاح میں ARTERIDSCLEROSIS یا شریانوں کا سخت ہونا کہا جاتا ہے۔

ہماری زندگی کے مختلف پہلو، ان شریانوں کے سخت غیر لچکدار اور سکڑنے کا باعث ہوتے ہیں۔ طب کے علم میں یہ مضمون جو تیز بڑھاپے اور فرسودگی کی بنیاد ہے ایک الگ اور تحقیق طلب شعبہ ہے۔ غیر مناسب غذا اور اعصابی ردعمل

خون کی شریانوں اور باریک رگوں پر بے حد نقصان دہ طریقے سے اثر پذیر ہوتی ہے۔ اگر خون کی رگوں میں سخت ہونے کے عمل کا بغور مطالعہ کیا جائے تو کیا کوئی ایسا عملی طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے جس سے اس زوال یا انحطاط کو روکا یا کم کیا جاسکے؟

خون کی نالیوں کا سخت، غیر لچکدار یا سکڑنا کوئی اچانک عمل نہیں ہے بلکہ یہ سلسلہ ایک لمبے عرصہ پر محیط ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ نالیاں جو دل سے دوری پر یعنی دماغ، پاؤں اور ہاتھوں میں ہوتی ہیں زیادہ اثر قبول کرتی ہیں۔ غیر لچکدار اور سکڑنے کا عمل کم رفتار سے شروع ہو کر وقت کے ساتھ ساتھ تیزی سے بڑھتا جاتا ہے۔

لیکن ہماری روزمرہ زندگی میں ایک خاص چیز ہے جو ایک طرح سے خون کی نالیوں کو متبادل طریقے سے پھیلنے اور سکڑنے کے عمل کے ذریعے ورزش مہیا کرتی ہے۔ وہ خاص چیز ہے پانی، جو درجہ حرارت (ٹمپریچر) کا اتار چڑھاؤ پیدا کرتا ہے۔ پانی خون کی ان نالیوں کو جو دل سے فاصلہ پر ہوتی ہیں کھول کر یا چوڑا کر کے لچک اور طاقت مہیا کرتا ہے جب یہ گرم ہوں تو اس طرح پانی ان کو سکڑنے کے عمل سے گزارتا ہے جب یہ ٹھنڈا ہو۔ اسی طرح ورزش کا یہ عمل ان غذائی چیزوں کو جو نسوں میں خون کی ست گردش کی وجہ سے جم جاتی ہیں دوبارہ خون کی گردش میں شامل کر دیتا ہے۔ یہ ٹمپریچر میں تبدیلی کی وجہ سے ہی ممکن ہوتا ہے۔ ان سائنسی اور طبی حقائق کے جاننے کے بعد اب یہ ممکن ہوگیا ہے کہ آیت کریمہ میں دی گئی اس نصیحت کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ وضو میں ہاتھ، پاؤں اور منہ کو دھولیا جائے۔ کیا یہ بجائے خود ایک معجزہ نہیں ہے۔ بطور خاص کیا آیت کریمہ کے دوسرے حصے کے راز کو نہ سمجھنا ناممکن ہے جس میں کہا گیا کہ "اللہ پوری کردے اپنی نعمت تم پر"

اللہ نے ہمیں خون کی گردش کا بیش بہا انعام عطا فرمایا ہے۔ اس کا ارشاد ہے کہ ہم وضو کا عمل کریں تاکہ ہم پر اللہ کی نعمت اس طرح ہو کہ دوران خون اس طرح متناسب طریقے سے قائم رہے کہ ہم مکمل طور پر صحت مند رہیں۔

عزیز قاری! وضو کی لاتعداد برکتوں میں سے یہ صرف ایک تحفہ ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا جائے کہ کس طرح وضو کا عمل جسمانی اور ذہنی ضعف اور فرسودگی کو کم رفتار بنا دیتا ہے جو دماغ میں خون کی نسوں کے سخت اور غیر لچکدار ہونے کی بنا پر ہوتا ہے۔ وضو کی برکات سب سے زیادہ اس شخص کی صحت پر نظر آتی ہیں جو بچپن سے اس کا عادی رہا ہو۔

(ب) وضو کا متعدی بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے نظام پر اثر:

لمفی گردش پر وضو کا اثر:

خون میں گردش کرتے ہوئے سرخ خلیوں کے ساتھ ساتھ سفید خلیے بھی ہوتے ہیں۔ سفید خلیوں کو گردش میں رکھنے والا نظام اس نظام سے دس گناہ پتلا ہوتا ہے جو سرخ خلیوں کو گردش میں رکھتا ہے۔ اس بے رنگ مادے کو ہم کسی چھوٹے زخم یا خراش کے کناروں سے رستے ہوئے دیکھ سکتے ہیں۔ اب یہ گردش جسم کے تمام مقامات کو محفوظ رکھنے والے نظام کے تحت اپنی جگہ پر قائم رکھتی ہے۔ ایک جرثومہ ایک نامعلوم چیز یا کینسر کا خلیہ، جس کی وجہ معلوم نہ ہو۔ جب وہ جسم پر حملہ آور ہوتا ہے تو جسم میں محفوظ رکھنے کا نظام، جو خون کی گردش میں شامل ہوتا ہے اسے تباہ کر دیتا ہے۔ جسم میں کینسر کی متعدی بیماری کے ظہور کا انحصار اس محفوظ رکھنے والے نظام کے خراب ہوجانے کی وجہ

سے ہوتا ہے۔

یہ گردش میں رکھنے والا نظام کس طرح پھیلتا یا سکڑتا ہے۔ اس کے متعلق ابھی تک حتمی طور پر معلوم نہیں ہوسکا۔ لیکن پھر بھی یہ معلوم ہوچکا ہے کہ حدت اور ٹھنڈک اس نظام پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ عام نزلہ زکام میں کسی متعدی بیماری کا لگ جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ سکڑنے کی وجہ سے محفوظ رکھنے والا مادہ مناسب مقدار میں اس مقام تک نہیں پہنچ سکا جہاں سے جسم پر نقصان دہ جرثومے یا خلیے حملہ آور ہوتے ہیں۔

اب اس محفوظ رکھنے والے نظام کی گردش کا سلسلہ عام طور پر وضو کے محرک کرنے کے عمل سے جڑا ہوا ہے۔ محفوظ رکھنے والے نظام کو جو بیماریوں کے خلاف ڈھال کا کام کرتا ہے وضو سے تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح آیت کے آخری حصہ میں جس نعمت کا ذکر کیا گیا ہے وہ پوری طرح سے عیاں ہوجاتی ہے۔

اس موقع پر یہ اعتراض بھی کیا جاسکتا ہے کہ اگرچہ خون میں حفاظت کرنے والا نظام وضو سے تقویت حاصل کرتا ہے لیکن یہ تو ایک اتفاقی اور بغیر کسی خاص نیت کا نتیجہ ہے۔ مگر آیت کریمہ وضو کے لئے صاف اور دوٹوک حکم کے ذریعے اس خیال کو غلط ثابت کر رہی ہے بلکہ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ جس طرح سے وضو کیا جاتا ہے اس کا مقصد جسم میں تحفظ دینے والے نظام کو تقویت پہنچانا ہے۔ اس کی وجوہ یہ ہیں۔

۱۔ جسم کو تحفظ دینے والے لمفی نظام کے صحیح طور پر عمل پیرا ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جسم کے کسی چھوٹے سے حصہ کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ وضو اس امر کی ضمانت مہیا کرتا ہے۔

۲۔ جسم میں تحفظ دینے والے نظام کو تحریک دینے کے لئے مرکزی مقام وہ جگہ ہے جو ناک کے پیچھے اور نتھنوں میں ہوتا ہے اور ان مقامات کا دھونا وضو میں بطور خاص شامل ہے۔

۳۔ گردن میں دونوں طرف وضو کے ذریعے تحریک پیدا کرنا تحفظ دینے والے لمفی نظام کو بروئے کار لانے میں بے حد اہم ہے۔

اوپر دیئے گئے حقائق کی وجہ سے کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ وضو کا مقصد انسانی جسم میں تحفظ مہیا کرنے والے نظام کو تقویت دینا نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ایک مثال کی مدد سے یہ ثابت کرنا چاہوں گا کہ کس طرح وضو کرنے کا عمل انسانی جسم کی حفاظت کے انتظام کو مضبوط تر بناتا ہے اور کس طرح اللہ کی مہربانی کے مکمل ہونے کا اظہار کرتا ہے۔ انسانی جسم کے سب سے طاقتور اور جنگجو خلیے جنہیں لمفی کہتے ہیں، جسم کے دور دراز مقامات تک پہنچتے ہیں اور شدید حیاتیاتی مشقوں سے گزر کر جسم کے ہر مقام پر ایک دن میں دس مرتبہ گشت کرتے ہیں۔ اس دوران اگر ان کی مڈبھیڑ کسی جرثومے یا کینسر کے خلیے سے ہوتی ہے تو ان کو فوراً تباہ کر دیتے ہیں۔ کیا یہ اللہ کی طرف سے ایک انتہائی اعلیٰ درجے کی نعمت نہیں ہے؟

اگر کبھی کبھی دوران خون میں کسی قسم کا نقص پیدا ہوتا ہے اور اگر آپ اپنی وضو کرنے کی عادت کے ذریعے اسے رد کرسکتے ہیں تو کیا یہ قدرت کی عظیم مہربانی کی تکمیل کے علاوہ کچھ اور چیز ہوسکتی ہے؟

(ج) وضو اور جسم کی ساکت برق

جسم میں سکونی برق کا ایک توازن موجود ہوتا ہے اور ایک صحت مند جسم کی فعلیات کا اس برقی توازن سے گہرا رشتہ ہوتا ہے۔

فضائی حالات اور پلاسٹک سے بنے ہوئے ملبوسات اور اشیاء

ضرورت جو آج کل ایک بہت بڑا مسئلہ ہے، اس توازن کو بری طرح متاثر کرتے ہیں۔ دردانگیز بیماریاں، جلدی امراض اور چہرے کی جھریاں اس کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ ہم میں سے بہت سارے لوگ اب اس برق کے متعلق جاننے لگ گئے ہیں۔ اس کی اثر اندازی ہوتی ہے خاص طور پر جب ہم موٹر کار سے باہر نکل رہے ہوں یا کسی پلاسٹک کی کار میں بیٹھے ہوں۔ طوفانی موسم کا بھی اس قسم کا اثر ہوتا ہے۔ اکوپنکچر (سوئیوں سے علاج) اور پٹھوں سے علاج سے اس برقی توازن کا علاج کیا جاتا ہے مگر ہم اس قسم کی تکالیف سے بچ سکتے ہیں اگر ہم دن میں کئی مرتبہ وضو کرتے ہوں۔

سکونی برق کے مسائل سے کئی قسم کی نفسیاتی بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ میں ان کے متعلق تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں صرف خوبصورتی کے متعلق بات کروں گا جو آج کل بے حد فیشن ایبل مضمون بن چکا ہے۔

سکونی برقی کا سب سے زیادہ نقصان دہ اثر جلد کے نیچے نزدیک ترین چھوٹے چھوٹے پٹھوں پر اس تسلسل سے پڑتا ہے کہ بلآخر یہ کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وقت سے پہلے جھریاں پڑنا شروع ہوجاتی ہیں اور یہ چہرے سے ہی شروع ہوتی ہیں۔ یہ عمل تمام جسم پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس موقع پر میرے قاریوں میں سے بہت سے لوگوں نے ان لوگوں کے چمکتے ہوئے چہروں کا راز پالیا ہوگا جو ساری زندگی وضو کرنے کے عادی رہے ہیں۔ جو کوئی بھی وضو کی عادت رکھتا ہے وہ یقیناً زیادہ صحت مند اور نتیجتاً زیادہ خوبصورت جلد کا مالک ہوتا ہے یا ہوتی ہے۔

ہمارے زمانے میں یہ ایک معجزہ ہی ہے کہ جب اس خوبصورتی کے لئے کروڑوں کے اخراجات کئے جارہے ہیں مگر اس سے دس گناہ زیادہ خرچ بھی وضو کی برکات کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ (بشکریہ سائنس ڈائجسٹ اگست ۱۹۹۰ء)

دیکھ

ہاتھ میں لوہے کا کنگن پاؤں میں زنجیر دیکھ
دیکھنے والے ہمارے عشق کی تصویر دیکھ

تجھ سے اظہار محبت جرم بن کر رہ گیا
یہ مری تقصیر ہے اور یہ مری تعزیر دیکھ

گھر کے سناٹے بھی اپنے منہ میں رکھتے ہیں زباں
شب کی تنہائی میں ان کی دکھ بھری تقریر دیکھ

"ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و زار"
تیری ہر تدبیر پر ہے خندہ زن تقدیر دیکھ

ہر گلی کوچے میں شمع نور کی روشن رہے
ٹھوکریں کھائے نہ بستی میں کوئی راہ گیر دیکھ

تجھ سے اظہار محبت پر بگڑ جاتے ہیں لوگ
جیسے تو بھی ہے کسی کے باپ کی جاگیر دیکھ

میری آنکھوں کے یہ تنکے دیکھنے والے ذرا
تو بھی اپنی آنکھ کا ناداں! کبھی شہتیر دیکھ

تیرے در پر آ پڑے ہیں سینہ چاکان وطن
کھا رہے ہیں تیری خاطر دوستوں کے تیر دیکھ

دور دنیا کے کناروں تک بہاریں چھاگئیں
خواب سمجھا تو جسے اس خواب کی تعبیر دیکھ

ایک عالم ہے کہ امڈا آرہا ہے اس طرف
حسن عالمگیر ہے تو عشق عالمگیر دیکھ

مردہ قوموں کو بھی برمانے لگی ہے زندگی
اک مسیحائی نفس کی گرمئی تقریر دیکھ

لاکھوں دل ہم نے قلم کے زور سے فتح کئے
یونہی کر گزریں گے اک عالم کو ہم تسخیر دیکھ

امن کی دل سے نکلتی ہیں دعائیں رات دن
کتنا ملک و قوم کا ہے فکر دامن گیر دیکھ

کچھ زبانی بھی اے نامہ بر بتا دینا انہیں
خوں کے آنسو رو رہا ہوں میں دم تحریر دیکھ

مل گئی احسن مجھ ایسے بے زبانوں کو زباں
میرے آقا کی نگاہ لطف کی تاثیر دیکھ

(احسن اسمٰعیل صدیقی۔ گوجرہ)

قسط اول

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا

محترمی و مکرمی ایڈیٹر صاحب "خالد"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور انور کے اس ارشاد کے تحت کہ ہمیں نوجوانوں کے لئے دلچسپ اور مفید تحریریں پیش کرنی چاہئیں تاکہ انہیں مخرب الاخلاق لٹریچر سے محفوظ رکھا جاسکے۔ اب ایک دوسری کتاب کا تلخیص و ترجمہ حاضر ہے۔ کتاب کا نام HOW THE WEST WAS WON اور اس کے لکھنے والے ہیں LOUIS L'AMOUR لوئیس درجنوں دلچسپ اور معلوماتی کہانیوں کے مصنف ہیں۔ ان کی کتابیں امریکہ کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی بڑے ذوق شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔

زیر نظر کتاب جرات وہمت کی ایسی عظیم داستان ہے جو انیسویں صدی کے (سفید فام) امریکیوں کے غیر آباد اور دشوار گزار مغربی علاقہ کی طرف سفر کرنے اور وہاں جاکر تازہ بستیاں آباد کرنے کی حیرت ناک اور ولولہ انگیز تفصیل پیش کرتی ہے۔ ان گنت سخت جان انسانوں کا یہ تاریخی خروج ایسے انجانے راستوں اور ان دیکھے علاقوں کی جانب تھا جہاں قدم قدم پر ہولناک دشواریاں اور خوفناک کلفتیں حائل تھیں۔ دریاؤں کے بے رحم تھپیڑے، جنگلی بھینسوں اور جنگجو ریڈانڈینز سے اٹے ہوئے میدان اور جنگل، مغربی اور جنوبی ریاستوں کے درمیان خوں ریز جنگ ریلوے لائن کے آغاز پر برپا ہونے والی بے رحم لڑائیاں اور قافلوں اور سونے سے لدی ہوئی گاڑیوں پر حملہ آور ہونے والے سفاک اور قانون شکن مجرموں کی سنگدل کاروائیاں۔ لیکن ان تمام مصائب اور شدائد میں سے گزر کر اور ان کو زیر نگیں کر کے اس قوم نے ثابت کر دکھایا۔ کہ ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا! اس ہمت واستقلال اور ایثار کے مرقع اور تاریخی ناول کا ترجمہ و تلخیص بعنوان "بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا" پیش خدمت ہے۔ امید ہے آپ اس سے قارئین "خالد" کیلئے دلچسپ اور معلومات افزا پائیں گے۔

والسلام

خاکسار

پروفیسر راجا نصر اللہ خان

سورج طلوع ہوئے ابھی ایک گھنٹہ بھی نہیں ہوا تھا کہ لائنس رالنگز LINUS RAWLINGS اس نشان راہ پر پہنچ گیا جو ریڈانڈینز کے قبیلہ یوٹا (UTE) کے جنگی دستہ نے وہاں سے گزرتے ہوئے بنایا تھا۔ لائنس بہت ہی جبر وہمت والا شخص تھا۔ اس کے پیچھے پیچھے تین بار بردار گھوڑے چلے آتے تھے جن پر اس کا سردیوں کا سرمایہ یعنی سمور کی کھالیں لدی ہوئی تھیں۔ اسکے سامنے پہاڑی ڈھلوان پھیلی ہوئی تھی جس پر موسم بہار کا پہلا سبزہ اگ رہا تھا۔ چونکہ یہ ریڈانڈینز کا علاقہ تھا اور لائنس کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا اس لئے وہ ایک درخت کے نیچے رک گیا۔

لائنس کی پیدائش پینسلوینیا (PENNSYLVANIA) کے گھنے جنگلوں والے علاقہ میں ہوئی تھی۔ جب وہ صرف پندرہ برس کا تھا وہ اپنے والد کے ساتھ مغرب کی جانب الانائے (ILLIONOIS) چلا آیا تھا۔ اپنے والد کی وفات کے جلد بعد اس نے مع ضروری سازوسامان ایک کشتی لی اور سمور کے شکار کے لئے مغرب کی طرف نقل مکانی کر گیا۔

لائنس یوٹے ہندی قبیلہ کے جنگی دستہ کے آگے سفر کا ممکنہ راستہ تلاش کرنے لگا لیکن اسے کسی قسم کی نقل و حرکت کے آثار دکھائی نہ دیئے۔ اس وقت اسے اپنے ایک دوست کہ یہ الفاظ یاد آئے: "جب تم ریڈانڈینز کو دیکھو تو ہوشیار ہو جاؤ لیکن جب تم انہیں نہ دیکھ سکو تو اور بھی ہوشیار ہو جاؤ۔"

ویسے لائنس کے دل میں سرخ ہندی (ریڈانڈین) قوم کا بہت احترام تھا۔ وہ سرخ ہندی کو ایسے بے مایہ جنگلی آدمی کے طور پر نہیں دیکھتا تھا جس سے سفید فام ناجائز فائدہ اٹھاتے تھے بلکہ وہ اسے ایک سخت جنگجو آدمی کے طور پر جانتا تھا جس کی زندگی کا مقصد لڑائیاں لڑنا اور گھوڑے چرانا تھا۔ یہ ہندی بیابانوں سے پوری طرح واقف تھا اور ان کی آغوش میں زندہ رہنا جانتا تھا۔ نیز یہ بہت ہی زود حس انسان واقع ہوا تھا۔

لائنس بڑی احتیاط سے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھتا کیونکہ یہ یوٹے قبیلہ کا علاقہ تھا اور یہ قبیلہ سفید فاموں کیلئے دردسر بنا ہوا تھا۔

مغربی خطے کی طرف کوچ کرنے والے قافلے

ایو پرسیکاٹ (EVE PRESCOTT) اپنے کنبے سے ذرا دور کھڑی جہازوں کو دیکھ رہی تھی جو دریائے ہیڈسن اور نہر ایری پر جمگھٹا کئے ہوئے تھے۔ ساحل پر گانٹھوں، کنستروں، اور کریٹوں کے انبار لگے ہوئے تھے۔ یہ تجارتی اور گھریلو سامان کی اشیاء تھیں جن کو مغربی علاقہ کی طرف جانے والے جہازوں پر لادا جاتا تھا۔ پریسکاٹس کنبے کی طرح وہاں اور بھی بہت سے خاندان جمع تھے جو نقل مکانی کر کے مغرب کی طرف عازم سفر تھے۔ یہ سب لوگ اپنے ماضی کے بندھنوں سے لاتعلق ہو کر اور جانے پہچانے علاقے کو تیاگ کر ایک نئے اور دہشتناک علاقے کی طرف سفر کر رہے تھے۔

یہ لوگ اپنے خوف و ناامیدی کو چھپانے کے لئے اونچی آواز میں باتیں کر رہے تھے کیونکہ کسی مہم کا منصوبہ بنانا ایک الگ چیز ہے اور زندگی کا نئے سرے سے آغاز کرنا بالکل دوسری چیز ہے۔ یعنی اپنے گھر والوں کو ہمراہ لے کر ایک بالکل انجانے علاقے میں قدم رکھنا۔ جیسا کہ یہ لوگ کر رہے تھے۔

ایو پریسکاٹ کی چھوٹی بہن للی (LILY) جو ایک دھان پان سی لڑکی تھی اپنی بہن کے پاس آ کر بولی۔ "ایو! کیا مزہ ہے۔ لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ ہم لوگ مغرب کی جانب کیوں جا رہے ہیں۔ ہم یہیں اپنے علاقے میں کیوں نہیں رہ سکتے؟" اس کی بڑی بہن ایو نے جواب دیا۔ "ہمارے پاپا ایک کسان ہیں۔ ان کا اس طرف جانا ضروری ہے جہاں اراضی مل سکے۔ پھر یہ بھی ہے کہ تم اس وقت دیکھتی ہو اس سے جلد اکتاہٹ محسوس کرنے لگو گی۔ چیزیں اس وقت تک دلکش نظر آتی ہیں جب تک انسان ان کا عادی نہیں ہو جاتا۔ للی! کوئی جگہ تمہیں خوش یا ناخوش نہیں بنا سکتی۔ اس بات کا انحصار تو ان لوگوں پر ہوتا ہے جو ہمیں پیارے ہوتے ہیں یا ہمیں پیار دے سکتے ہیں۔"

عین اس لمحے ان کا بھائی سام (SAM) دریا کی طرف سے چہل قدمی کرتے ہوئے واپس آیا۔ وہ انیس برس کا دبلا پتلا نوجوان تھا۔ سام بستر پر لیٹتے ہوئے اپنے چھوٹے بھائی زیک (ZEKE) کے پاس آ کر رک گیا اور کہا "زیک! اب تم کیسے ہو؟" زیک نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا "میں اتنا بھی بیمار نہیں ہوں جتنا ماں مجھے سمجھتی ہے اگر وہ مجھے دوا پلانا بند کر دے تو میرا خیال ہے کہ میں بالکل ٹھیک ہو جاؤں گا۔"

ایو کی نگاہیں اپنے بھائیوں کی طرف سے ہوتی ہوئیں اپنے والدین پر جا پڑیں۔ اس کے والد زیبولان پریسکاٹ (ZEBULON PRESCOTT) اور والدہ ریبکا پریسکاٹ

(RABECCA PRESCOTT) بالکل مضبوط اور آزاد دہکانوں کی مانند نظر آرہے تھے۔ شروع شروع میں اس کی والدہ نے اپنا آرام دہ گھر چھوڑنے سے انکار کر دیا تھا لیکن جب ایک بار ان لوگوں نے ارادہ باندھ لیا تو وہ بھی پوری جوش وخروش سے تیار ہو گئی۔ سربراہ کنبہ زیبولان پریسکاٹ کی دلیل بڑی محکم تھی۔ یہ کہ جہاں وہ اس وقت رہ رہے تھے وہاں امیر بننے کی کوئی امید نہیں تھی۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ بچوں کے لئے کوئی اراضی نہیں تھی۔

آبائی وطن کا گیت

گارھی قمیض میں ملبوس ایک مریل سے سکاٹش باشندے ہاروے کی نگاہ زیک پر پڑی اور اس نے اس کے والد زیبولان سے مخاطب ہو کر کہا "مسٹر پریسکاٹ! کیا تمہارے مغرب کی طرف سفر کرنے کا سبب خرابی صحت ہے؟" زیبولان نے جواب دیا۔ "ہاں! ایک حد تک!" ہاروے نے کہا۔ "میں الانائے جارہا ہوں۔" پھر اس نے قریب بیٹھے ہوئے تین لمبے تڑنگے نوجوانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ میرے بیٹے ہیں۔" زیبولان نے کہا۔ "الانائے کا علاقہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔" پھر اس نے اپنی بیٹی للی سے کہا۔ "اپنا باجا اٹھاؤ اور کوئی گیت سناؤ۔" بادل نخواستہ للی نے اپنا باجا اٹھایا اور ایسے انداز میں ایک گیت گانے لگی جس سے عیاں تھا کہ وہ ساز اور آواز دونوں میں خاصہ ملکہ رکھتی ہے۔ گیت کی مدھر تان سن کر کئی لوگ اس طرف متوجہ ہوگئے۔ وہ آبائی وطن کے متعلق ایک گیت "اک گھر مرغزار میں" (A HOME IN MEADOW) گا رہی تھی اور سب لوگ اس کی آواز میں آواز ملا رہے تھے۔ جونہی گیت ختم ہوا ایک پکارنے والے نے بلند آواز میں پکارا۔ "فلائنگ ایرو" نامی جہاز کی لوڈنگ شروع ہو گئی ہے۔ اس جہاز کے سب مسافر سوار ہو جائیں۔ زیبولان نے ایک بڑی سی بوری اٹھاتے ہوئے افراد خانہ سے کہا "سامان اٹھائیں اور چلیں۔"

جہاز کا عرشہ لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔ ایو نے آخری بار دریائے ہوسٹن پر واقع شہر ایلبنی (ALBANY) کی جانب مڑ کر دیکھا۔ اس کا حلق خشک ہو رہا تھا۔ کیونکہ جہاز پر سوار ہونے کا مطلب یہ تھا کہ وہ لوگ ایک ایسی منزل کی طرف روانہ ہونے والے تھے جہاں سے واپسی کی کوئی صورت ممکن نہ تھی۔ ایلبنی شہر سے اب بھی گھر واپس جانا ممکن تھا اور اس شہر میں قیام کے دوران وہ گویا اپنے لوگوں کے ہی درمیان تھے لیکن جہاز پر سوار ہو جانے کا مطلب یہ تھا کہ یہ سارے رشتے ختم ہوگئے ہیں۔ یہ ان کے لئے ایک بالکل نیا اقدام تھا۔ گویا اب ان کی جڑیں باقی نہیں رہی تھیں اور وہ برگ آوارہ کی مانند ہوگئے تھے۔

آئرش باشندوں کی ہمت مردانہ

اس وقت آسمان پر پانیوں سے لدے ہوئے بادل چھائے ہوئے تھے جب ان کا جہاز "فلائنگ ایرو" اپنے سفر پر روانہ ہوا۔ آہستہ آہستہ مسافروں کو اپنا سامان رکھنے کیلئے جگہ ملتی گئی اور گھما گھمی ختم ہو گئی۔

دریائے حڈسن کے مقام ایلبنی سے لیکر جھیل (LAKEERIE) کے مقام بفالو (BUFFALO) تک چار سو پچیس میل لمبی ایک نہر کھودی گئی تھی اور یہ کام ہزاروں تیز و تند آئرش باشندوں نے آٹھ سال میں مکمل کیا تھا۔ یہ نہر گورنر ڈی وٹ کلنٹن (DEWITT CLINTON) نے 1825ء میں آمد ورفت کے لئے کھول دی تھی۔ اور یہ اقدام مغربی علاقوں میں آباد ہونے کے لئے بہت ممد ثابت ہوا۔ اس طرح بیس برس کے عرصہ میں آبادی کے لحاظ

سے تیرہویں ریاست اوہائیو (OHIO) تیسرے نمبر پر آ گئی- اس نہر کے تیار کرنے والے آئرش باشندوں میں سے کچھ تو وہیں آباد ہو گئے اور کچھ ریلوے لائن بچھانے کا کام کرنے کے لئے مغربی علاقہ کی طرف چلے گئے جب کہ بعض اور نے ریڈ انڈیئنز کے خلاف لڑنے والی فوج میں شمولیت اختیار کر لی۔

قدیم زمانے کے متحد فوجی رجسٹروں میں آئرلینڈ کے مشہور شہروں بلفاسٹ اور ڈبلن کے نام ملتے ہیں آخر وہ وقت بھی آیا کہ ان بے حیثیت فوجیوں کے بیٹوں اور پوتوں کو قلاش اور قابل حقارت آئرش سمجھنے کا زمانہ جاتا رہا اور وہ پچاس شہروں میں سیاسی، معاشرتی اور صنعتی لیڈر بن کر ابھرے جنہیں نہایت ہی قابل احترام اور صاحب ثروت گروہ سمجھا جاتا تھا۔

مغرب کے باسی

جہازوں پر سوار لوگ مغرب کی سمت جس نقل و حرکت کا آج حصہ بن رہے تھے وہ سو سال سے زائد عرصہ سے جاری تھی لیکن اب اس نے ایسی شدت اختیار کر لی تھی جس نے اسے عالمی تاریخ میں منفرد بنا دیا۔ ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جن کا کام صحراؤں کی خاک چھاننا تھا۔ کچھ لوگ سمور کے شکاری تھے اور ریڈ انڈیئنز کے ساتھ تجارت کرتے تھے۔ یہ لوگ ہر سال صحرا میں کچھ اور آگے نکل جاتے۔ کچھ ایسے مرد کوہستانی بھی تھے جو مغرب کی جانب آخری سرے تک جا پہنچتے۔ یہ مہم جو اور شکاری لوگ تھے جو ازدواجی زندگی سے آزاد تھے۔ وہ پہاڑوں کے رستے دور اوہائیو تک اور پھر مسے پی (MISSISSI PPI) تک چلے جاتے۔ ۱۸۰۳ء میں صدر جیفرسن نے جنوب کی جانب لوایزے اینا (LOUISIANA) ریاست حاصل کر لی اور اس طرح پل بھر میں نئی دنیا (امریکہ) دور افتادہ سرحدوں والی قوم بن گئی۔

یہ وہ زمانہ تھا جب زبردست عزم وہمت والے لوگ ایک نئے اور زبردست علاقے میں تفتیش و جستجو اور جدوجہد میں مصروف تھے۔ ان لوگوں کے لئے یہ یونان میں ہومر اور انگلستان میں ایلزبتھ (اوّل) کے زمانے کا سا زمانہ تھا اور اگر ان ملکوں کے اس زمانے کا کوئی شخص امریکہ کے مغرب میں آنکلتا تو بہت خوش ہوتا۔ یہ سب لوگ جابر مضبوط اور جوش و خروش سے بھرپور تھے۔ وہ اپنی طاقت اور مہارت کے بل بوتے پر زندگی بسر کرتے تھے۔

رواں دواں

پریسکاٹ کنبے کا جہاز نہر میں رواں دواں تھا کہ اچانک یہ آواز بلند ہوئی۔ "آگے پل ہے سروں کو نیچے کر لو ورنہ کھوپڑی ٹوٹ جائے گی۔" سام اپنی بہن کے قریب آکر بولا۔ "ایو! کیا تم مسرور نہیں ہو؟ سوچو تو ایو! جب ہم تختوں کی کشتیاں تیار کر کے اوہائیو کی طرف جائیں گے۔ کتنے مزے کی بات ہو گی!" "ہاں سام بالکل ہو گی۔"

اب ایری نہر ان کے پیچھے رہ گئی تھی۔ کیونکہ بفالو کے مقام پر انہوں نے جہاز کا سفر ختم کر دیا تھا اور چند ڈالر دے کر ایک بوسیدہ سی چھکڑا گاڑی سامان لادنے کے لئے حاصل کر لی تھی۔ وہ سب مل کر اسے کھینچتے اور دھکیلتے رہے اور تقریباً تین سو میل دور دریائے اوہائیو تک لے گئے۔ وہاں انہوں نے اپنے لئے تختوں اور رسوں سے ایک کشتی (RAFT) تیار کی۔ اس طرح ان کے ساتھی مسافر ہراوے خاندان نے بھی اپنے لئے ایک کشتی بنائی۔ یہ دریائی سفر بھی عجیب تھا۔ وہ صبح کشتیوں پر روانہ ہوتے اور شام تک انہیں کچھ ہوش نہ ہوتا۔ صبح سے شام تک یہ سفر روزانہ کا معمول تھا حتی کہ وہ

اپنی اگلی منزل تک پہنچ گئے۔

رات بسر کرنے کے لئے سام اور اس کے والد (زیبولان) نے ایک تنبو کھڑا کر دیا اور صبح کے وقت سام نے جو ہرن شکار کیا تھا اس کی والدہ اس کا گوشت پکانے لگی۔ ایو نے اپنی کتاب کھولی اور آگ کے قریب بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد للی بھی وہیں چلی آئی۔ پھر زیبولان اور سام بھی آگ کے پاس آگئے۔ زیبولان نے کہا۔ "سام! ہمیں آج رات بہت ہوشیار رہنا چاہیے لوگ دریائی لٹیروں اور ان کے ہاتھوں مارے جانے والے مسافروں کی باتیں کر رہے ہیں۔ خواتین کا دھیان کرتے ہوئے ہمیں خاص طور پر نگرانی کرنی ہوگی۔"

اچانک انہوں نے کسی کے بھاگنے کی آواز سنی یہ زیک تھا۔ جب وہ سامنے آیا تو سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ بولا "بابا! دریا کی طرف سے کوئی چیز آرہی ہے میں نے چپوؤں کی آواز سنی ہے۔" زیبولان نے بڑے وثوق سے کہا "رات کے اس لمحے کوئی شریف آدمی دریا کا سفر نہیں کرتا۔" اس کے ساتھ ہی وہ اپنی رائفل لینے کے لئے اٹھا۔ سام نے بھی اپنی رائفل پکڑی اور اندھیرے میں غائب ہوگیا ہاروے اور اس کا بیٹا کولن بھی اپنے الاؤ پر سے اٹھ کر آگئے۔ ہاروے بولا: "لوگ کہتے ہیں کہ دریائی قزاقوں کا یہ طریق ہے کہ وہ چھپ کر کشتی کی تہہ میں بیٹھے رہتے ہیں اور جب قریب پہنچتے ہیں تو یکدم حملہ کر دیتے ہیں۔"

دور کا مسافر

آہستہ آہستہ کشتی تاریکی سے نمودار ہوئی۔ اس کے اگلے حصہ میں ایک کشتی ران بیٹھا تھا۔ کشتی کا بقیہ حصہ ہرن کی کھال سے ڈھکا ہوا اور مضبوطی سے بندھا ہوا تھا یعنی کھال کے نیچے بھاری بھرکم سامان موجود تھا۔ زیبولان کی آواز بلند ہوئی: "مسافر! آہستہ آہستہ آجاؤ اور اپنے ہاتھ سامنے رکھو کہ ہم انہیں دیکھ سکیں۔" کشتی کا مسافر بولا: "گولی نہ چلانا میرا نام لائنس رالنگر ہے اور میں بالکل امن پسند شخص ہوں۔" ہاروے نے ڈھکے ہوئے سامان کو گھورتے ہوئے دریافت کیا! یہ کیا ہے؟" لائنس بولا "سمور کی کھالیں" لیکن جب ہاروے نے اس کی بات کا یقین نہ کیا اور سامان کی طرف دوبارہ مشکوک نظروں سے دیکھا تو لائنس بولا! "مغربی علاقہ میں کسی شخص کی بات کو شک کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ اس علاقہ میں وکیلوں کی کمی ہے اس لئے جب کوئی شخص بات کا دعویٰ کرتا ہے تو اسے تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ لیکن جب کسی شخص کی بات سچ نہ نکلے تو خود ہی اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ نہ اس پر کوئی اعتماد کرتا ہے اور نہ ہی وہ کوئی کاروبار کر سکتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ کسی آدمی کو جھوٹا کہنے پر گولی چل جاتی ہے۔"

لائنس اپنی کشتی کو باندھ کر سیدھا کھڑا ہو گیا ایو بولی "مسٹر رالنگر! میں نے کبھی سمور کی کھال نہیں دیکھی۔ کیا یہ میں دیکھ سکتی ہوں؟" "بہت اچھا خاتون!" اور اس کے ساتھ ہی لائنس نے ان رسیوں کو کھول دیا جنہوں نے ہرن کی کھال کو مضبوطی سے باندھ رکھا تھا۔ اس کے نیچے سے اس نے ایک کھال نکالی اور ایو کے ہاتھ پر رکھ دی۔ "یہ تو بے حد نرم ہے" ایو نے کہا۔

ہاروے بولا "ہم ڈر رہے تھے کہ تم کوئی قزاق ہو۔" زیبولان پریسکاٹ نے لائنس سے کہا۔ "تم ہمارے ساتھ ہی کھانا کھاؤ۔ ہمیں مغربی خطے کے متعلق بات چیت سن کر بہت خوشی ہوگی۔" جب ایو نے وہ کھال لائنس کو واپس پکڑانا چاہی تو اس نے کہا۔ مادام! یہ تمہارے لئے تحفہ ہے اسے اپنے پاس رکھو۔" پھر لائنس آگ کے پاس پالتی مار کر بیٹھ گیا اور ریبکا پریسکاٹ کی طرف سے پیش کی گئی پلیٹ پکڑ کر کھانا کھانے لگ گیا۔ ہاروے کا کنبہ بھی اپنے

بقیہ صفحہ 32

کوئل ایک دلفریب پرندہ

کوئل کو ہاتھ میں پکڑنے سے اس کے دل کی دھڑکن خوف اور صدمے کی وجہ سے غیر معمولی حد تک تیز ہوجاتی ہے۔

آسمان پر چھائی ہوئی گھنگھور گھٹائیں اور سرمئی بادل فضا کو کس قدر خوشگوار اور خوبصورت بنادیتے ہیں۔ ٹھنڈی ہوائیں اور بادلوں کی یہ رم جھم درحقیقت پروردگار کی بہت ساری نشانیوں میں سے چند نشانیاں ہیں۔ موسم کی اس خوبصورتی اور رنگینی کو مزید نکھرتے ہوئے دیکھنا ہو تو باغوں، سبزہ زاروں، وادیوں، جنگلوں اور بیابانوں میں دیکھئے کہ جہاں حسن فطرت اپنے عروج پر نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں قسم قسم کی بے شمار مخلوقات پیدا کی ہیں وہاں ان میں ایسے ایسے حسین اور دلکش پرندے بھی تخلیق کئے کہ جن کے حسن اور رنگوں کو دیکھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ان کے دلکش وجود اور خوبصورتی پر ہی اکتفا نہیں بلکہ پروردگار نے ان میں سے بعض پرندوں کو اس قدر سریلی اور میٹھی آوازیں عطا کیں جو کانوں میں رس گھول دیتی ہیں۔ اللہ پاک کی ان سریلی اور رسیلی مخلوقات کو بجا طور پر آواز خزانہ کہا جاسکتا ہے۔

اللہ کا یہ خصوصی تحفہ جب بھی فضاؤں میں بکھرتا ہے تو ایک جادو کر دیتا ہے۔ یہ دل موہ لینے والی آواز جب کانوں تک پہنچتی ہے تو کون ہے جو اسے سن کر قدرت کے اس موسیقار اور گلوکار کی تانوں پر بے اختیار سبحان اللہ نہ کہہ اٹھے۔

کوئل کی اس دلکش آواز کو عام طور پر کوئل کی کوک یا کوئل کا کوکنا کہا جاتا ہے۔ اس کی یہ کوکو موسم بہار میں تو سنائی دیتی ہی ہے مگر دراصل یہ موسم برسات میں بہت زیادہ کوکتی ہے اور بھیگی بھیگی فضاؤں میں اپنے گلے کا نور بکھیرتی ہے۔ دنیا کے گانے والے بہترین پرندوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

کوئل برصغیر جنوبی ایشیا کے میدانی اور پہاڑی دونوں علاقوں میں پائی جاتی ہے۔ ایشیا کے چند ممالک کے علاوہ یہ شمالی امریکہ میں بھی پائی جاتی ہے۔ شمالی امریکہ کے خاص خاص علاقوں میں اسے "نقیب برسات" کہا جاتا ہے۔ امریکی باشندوں کا کہنا ہے کہ ہم ان خوبصورت گلوکاروں کو "کرو رین" (CROWRAIN) بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کی پروازیں اور آوازیں درحقیقت کالی اور گھنگھور گھٹاؤں کے آنے کا پیغام لے کر آتی ہیں۔

سردیوں میں یہ سیاہ فام پرندہ نقل مکانی کر کے کم سرد علاقوں کی طرف ہجرت کرجاتا ہے اور پھر موسم برسات کے آنے پر دوبارہ واپس آجاتا ہے۔ آم کا درخت اس کا پسندیدہ بسیرا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آم کی مٹھاس، کوئل کی کوک اور بادلوں کی رم جھم میں ایک تعلق کا ذکر پرانی کہانیوں اور حکایتوں میں بھی ملتا ہے۔

آم کے گھنیرے درختوں کے علاوہ یہ سیب خوبانی کے درختوں پر بھی بڑے شوق سے بیٹھتی ہے ان پھلوں کے علاوہ کوئل چھوٹے موٹے کیڑے مکوڑے بھی کھاتی ہے۔ نر کوئل کا رنگ مکمل سیاہ اور چمکدار ہوتا ہے جب کہ مادہ خاکستری مائل سیاہ ہوتی ہے۔ کوئل کی جسامت چھوٹے پرندوں مثلاً چڑیا اور بلبل وغیرہ سے بڑی ہوتی ہے اور فاختہ، مینا چھوٹی ہوتی ہے۔

کوئل فطرتاً نہایت شرمیلی اور نازک مزاج ہوتی ہے نہایت گھنے اور بلند درختوں میں بالکل چھپ کر بیٹھنا پسند کرتی ہے۔ گھنے اور گہرے درختوں میں چھپ کر بیٹھنا اسے لوگوں کی نظروں سے اوجھل رکھتا ہے۔

شکاریوں اور عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہ کر یہ اپنی آواز کا جادو جگاتی رہتی ہے۔ دراصل اس کی رسیلی آواز ہی اس کی موجودگی کا احساس دلاتی ہے ورنہ یہ کم ہی نظر آتی ہے

یا پھر بڑی کوشش کے بعد اس میٹھی آواز والے سیاہ پرندے کو دیکھا جاسکتا ہے۔

کوئل کی اوسط عمر تو 5 سال ہوتی ہے لیکن اگر یہ کسی شکاری کے ہاتھ آجائے تو چند گھنٹوں کے اندر اندر اپنے آپ کو ختم کر دیتی ہے۔ چونکہ یہ حد درجہ کی حساس اور نازک مزاج ہوتی ہے اس لئے ہاتھ میں پکڑنے سے اس کی دل کی دھڑکن تیز ہوجاتی ہے۔ بلڈ پریشر بہت زیادہ ہوجاتا ہے اور اسی حالت میں اس کی دل کی شریانیں پھٹ جاتی ہیں اور یہ ہاتھوں میں ہی جان دے دیتی ہے۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ ایسے نرم و نازک اور حساس پرندے کو پکڑنے سے گریز کرنا چاہیئے کیونکہ ہاتھوں میں پکڑنے سے یہ غیر معمولی حد تک خوفزدہ ہوجاتی ہے اور یہی خوف اس کی زندگی کو ختم کر دیتا ہے اور بالکل تھوڑے عرصے میں فطرت کا سریلا پرندہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہوجاتا ہے۔ اپنی معمول کی زندگی میں کوئل شکاری پرندے شکرے کو دیکھ کر خوفزدہ ہوجاتی ہے کیونکہ یہ ظالم شکاری پرندہ اسے دیکھ کر اس کی گھات میں لگ جاتا ہے اور آن کی آن میں اس ننھی سریلی جان کو اپنا لقمہ بنالیتا ہے۔

اس سیاہ سریلے پرندے کو اردو، ہندی اور سنسکرت میں کوئل کہا جاتا ہے۔ فارسی میں اسے "بلبل ہند" کہتے ہیں۔ عربی لوگ اس کے سریلے گلے کی وجہ سے اسے ساحرۃ اللحن یا ملکۃ اللحن کہہ کر پکارتے ہیں۔ انگریزی میں اسے CUCKOO کہا جاتا ہے۔

گانے والے اور چہچہانے والے پرندے بہت قدیم عرصے سے شاعروں کا من پسند موضوع رہے ہیں۔ کوئل کی کوک اور اس کی خوبصورت آواز کا ذکر نہ صرف پاک و ہند کی شاعری میں ملتا ہے، بلکہ یورپ اور امریکہ کے شاعروں نے بھی اس کی سریلی آواز کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔

گانے والے پرندوں کے گلے میں پھیپھڑوں سے ذرا اوپر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے ایک مخصوص تکون نما خانہ بنایا ہوتا ہے اسے SYRINX کہا جاتا ہے اس کے بیرونی حصہ پر SYRINX MUCLES ہوتے ہیں اور اس SYRINX سے نچلی جانب آواز پیدا کرنے کی چند مخصوص جھلیوں کے جوڑے بنے ہوتے ہیں۔ VOCAL APPARATUS اوپر کی جانب سے سانس کی نالی کی طرف کھلتا ہے اور اس کا نچلا حصہ پھیپھڑوں کی طرف چلا جاتا ہے اور یوں گلے کا یہ حصہ حکمت خداوندی کے تحت دونوں جانب سے ہوا کی آمدورفت میں گھرا ہوتا ہے۔

جس پرندے کے VOCAL APPARATUS میں جھلیوں کے جوڑے جتنی زیادہ مقدار میں موجود ہوتے ہیں وہ اسی قدر زیادہ اور مختلف آوازیں نکالنے کے قابل ہوتا ہے۔ ان جوڑوں کی تعداد 4 سے 6 تک ہوتی ہے۔ جہاں دوسرے گانے والے پرندوں اور بے شمار چڑیوں کو اللہ نے VOCAL APPARATUS عطا کیا ہوتا ہے وہاں کوئل بھی اللہ کے اس سریلے انعام سے نوازی گئی ہے۔

چونکہ پرندوں کے پھیپھڑے کے ارد گرد بلکہ تمام جسم میں ہوا کی باریک جھلی نما تھیلیاں ہوتی ہیں اس لئے ان میں ہوا کا خاصا ذخیرہ موجود رہتا ہے جو انہیں تیرنے کے لئے تو مدد دیتا ہی ہے، اس کے علاوہ یہ ان گانے والے پرندوں کے لئے مسلسل گانے اور آواز نکالنے میں بھی معاون ثابت ہوتا ہے۔ دوسرے سب گانے والے پرندے اور خصوصاً کوئل بھی اسی وجہ سے ایک ہی سانس میں کبھی کبھار مسلسل خوبصورت آوازیں نکالتی ہے جو کانوں کو بڑی ہی بھلی لگتی ہے۔

یہ تو تھا پرندوں کے گلے اور آواز کے حسن کا معمہ۔ اسی معمے کو اپنے سینے کے ساتھ لگائے کوئل گھنے درختوں میں نجانے [illegible] کہاں چھپ کر بیٹھی رہتی ہے اور وقفوں وقفوں سے کوکتی

رہتی ہے۔ آواز کے اس معمے کے علاوہ بھی یہ سریلا پرندہ اپنے انڈوں اور بچوں کی پرورش کے سلسلہ میں خاصا پراسرار واقع ہوا ہے اور اس کا یہ پہلو بھی خاصا اہم اور دلچسپ ہے۔

کوئل سال میں ایک دفعہ موسم بہار میں چار انڈے دیتی ہے مگر اس کا انوکھا اور دلچسپ پہلو یہ ہے کہ یہ اپنے انڈے دینے اور سینے کے لئے کہیں بھی اپنا گھونسلہ نہیں بناتی بلکہ دوسرے پرندوں کے بنائے ہوئے گھونسلے میں ایک انڈا دیتی ہے اور وہاں سے اڑ کر کسی دوسری جگہ دوسرے گھونسلے کو تلاش کر کے دوسرا انڈا دیتی ہے اور یوں اس کے انڈے چار مختلف جگہوں پر دوسرے پرندوں کے انڈوں کے ساتھ مل جاتے ہیں اور وہی پرندے انہیں سیتے ہیں۔

امریکہ کے چند محققین نے تو یہاں تک بھی مشاہدہ کیا ہے کہ کوئل زمین پر کسی محفوظ مقام پر انڈا دیتی ہے پھر اسے اپنی چونچ میں اٹھا کر کسی دوسرے پرندے کا وہ گھونسلہ تلاش کرتی ہے جس میں پرندے کے انڈے پہلے سے موجود ہوں لہٰذا کوئل چونچ میں لیا ہوا یہ انڈا بڑی پھرتی اور چالاکی سے ان انڈوں کے درمیان رکھ دیتی ہے۔ کوئل اپنا یہ انڈا اس وقت اس کے گھونسلے میں رکھتی ہے جب وہ پرندہ اپنے گھونسلے میں موجود نہیں ہوتا اور یہ عام طور پر سہ پہر کا وقت ہوتا ہے۔ کوئل کی اس چالاکی، ہوشیاری اور مکاری کی وجہ سے پرندوں کے ماہرین مکار کوئل بھی کہتے ہیں۔

اگرچہ کوئل کے انڈے مختلف گھونسلوں میں مختلف پرندے سیتے ہیں مگر اس کا علم انڈے سینے والے پرندوں کو اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ ان میں سے بچے نہیں نکل آتے۔ بیس اکیس دنوں کے بعد جب ان انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں تو یہ شروع ہی سے ان پرندوں کی بے رحمی اور ظلم کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان بچوں کی جسامت بہت چھوٹی اور بیلچہ نما ہوتی ہے اور آنکھیں بند ہوتی ہیں مگر یہ اپنے چھوٹے کی حیثیت سے محسوس کر لیتے ہیں کہ انہیں اس دنیا میں آتے ہی ماں باپ کی شفقت ملنے کی بجائے سوتیلے والدین کی بے رحمی ملی ہے۔

اپنے بچاؤ کے لئے بہت ہی ننھا سا گوشت کا ٹکڑا نما پرندہ رینگتا ہوا کمال فنکاری سے گھونسلے کی سب سے نچلی تہہ تک چلا جاتا ہے یا پھر اپنے بیلچے نما جسم کو سکیڑ سمیٹ کر ایک طرف ہو کر پڑا رہتا ہے اور جب تک یہ اڑنے کے قابل نہیں ہوتا تب تک بے رحمی اور سوتیلے والدین کے ظلم کا شکار رہتا ہے۔ بعض اوقات یہ سوتیلے والدین اسے ذرا سا بڑا ہونے پر چونچ سے مار مار کر وہاں سے بے دخل کر دیتے ہیں اور پھر وہ فطرت کی بے رحمی کا شکار ہو کر گرتا پڑتا پل جاتا ہے۔

بہرحال کوئل کا بچہ جیسے تیسے بھی ہو گرتا پڑتا پل تو جاتا ہے مگر سائنسدانوں اور محققوں کے لئے کوئل کا یہ انداز اور اس کے بچوں کا اس بے رحمی سے پلنا ابھی تک ایک معمہ بنا ہوا ہے۔ وہ پیاری سی آواز والے اس پرندے کی اس لاپرواہ اور عجیب و غریب عادت پر تحقیق کر رہے ہیں۔ کوئل کے علاوہ بھی امریکہ کے چند ایک پرندے مثلاً COW BIRD وغیرہ بھی اپنے انڈے دوسرے پرندوں کے گھونسلوں میں رکھ دیتے ہیں اور ان کے بچے بھی اسی طرح پلتے بڑھتے ہیں۔

کوئل کی آواز کی خوبصورتی تو اسے SONG BIRDS میں منفرد اور ممتاز کرتی ہی ہے، اس کے انڈوں اور بچوں کی پرورش کی عجیب و غریب عادت نے بھی اسے عام پرندوں سے الگ تھلگ کر دیا ہے۔ جب اس کی سریلی اور میٹھی آواز کانوں میں رس گھولتی ہے تو عام طور پر یہ بات کسی کے گمان میں بھی نہیں ہوتی کہ اس قدر پیاری اور رسیلی آواز کی یہ ملکہ اپنی پرورش اور پلنے بڑھنے کے حوالے سے کتنے دردمند مرحلوں سے گزری ہے اور اس کے پیچھے دکھ درد اور کرب کی ایک پوری کہانی موجود ہے۔

(بشکریہ سائنس ڈائجسٹ)

آپ کی پسند

آپ کی پسند

انسان جانوروں کی نظر میں

● ایک الو نے اپنے بچے کو شرارتوں پر سرزنش کرتے ہوئے کہا "او انسان کے پٹھے! باز آجا"

● ایک طوطی نے اپنے محبوب طوطے سے اس کی بے وفائی کا شکوہ کرتے ہوئے کہا "تم بڑے انسان چشم ہوگئے ہو"۔

● ایک گدھے نے اپنے بچے کو بد تمیزی پر ڈانٹتے ہوئے کہا "ابے انسان کی اولاد! گدھا بن"۔

● گائے نے بیل کی حماقتوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا "وہ تو نرا انسان ہے"

● ایک اونٹ بولا "انسان رے انسان تیرا کون سا کام اچھا"۔

● لومڑی بولی "انسان ایک مکار جانور ہے"۔

● ایک کچھوے نے بچھو کو طعنہ دیتے ہوئے کہا "انسان کی طرح ڈسنا تمہارا شیوہ ہے"۔

● ایک سانپ نے اپنے دوست سانپ کی دھوکہ بازی پر کہا "تم تو آستین کے انسان ہو"۔

● ایک بھڑ نے دوسرے بھڑ کو شہر جانے سے منع کرتے ہوئے کہا "کیوں انسانوں کے چھتے کو چھیڑتی ہو"۔

(محمود ناصر ثاقب۔ حافظ آباد)

ماں

"تیری محبت سب سے بڑی نعمت ہے، تیری خدمت سب سے بڑی خدمت ہے۔ تیری خوشی سے جنت اور ناخوشی سے جہنم، ساری دنیا مل کر تیرا نعم البدل، تیری گود سکون کی بندرگاہ، تیرا سایہ ہما کا سایہ بلکہ عرش کا سایہ ہے۔ میری دعا ہے کہ تو ہمیشہ آنکھوں کی ٹھنڈک بن کر چہرے کو معطر کرتی رہے اور تیری ہر دعا غنچہ قدرت کو دنیا کی تمام خوشبوؤں سے دوبالا کرتی رہے"۔

(منصور جاوید چٹھہ)

منتخب اشعار

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زارو نزار

(حضرت مسیح موعود۔۔۔۔۔۔)

تیری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم
مگر نہ چھوڑیں گے تجھ کو ہرگز نہ تیرے در پر سے جائیں گے ہم

محمود کرکے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔۔۔)

(طارق محمود۔ صدر شمالی)

اے خاک نشینو! اٹھ بیٹھو وہ وقت قریب آپہنچا ہے
جب تخت گرائے جائیں گے جب تاج اچھالے جائیں گے

اب ٹوٹ گریں گی زنجیریں اب زندانوں کی خیر نہیں
جو دریا جھوم کے اٹھے ہیں تنکوں سے نہ ٹالے جائیں گے

(فیض احمد فیض)

(مرسلہ امان اللہ امجد۔ صدر شمالی)

بقیہ از صفحہ 27

برتن وغیرہ لے کر ان کے قریب آ بیٹھا ہاروے نے پوچھا۔ "مغرب کا علاقہ کاشت کے لئے اچھا ہے؟" لائنس نے جواب دیا۔ "میرا ذہن کھیتی باڑی کی طرف کبھی بھی نہیں گیا لیکن میرے خیال میں کچھ علاقہ اس کام کے لئے موزوں ہے۔ مشکل یہ ہے کہ مشرق کی سمت کے لوگ دو سو سال سے جنگل والے علاقہ میں بسنے کا تو تجربہ رکھتے ہیں لیکن جب وہ پہلی بار میدانی علاقہ دیکھتے ہیں تو اسے صحرا سمجھنے لگتے ہیں حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ یہ صرف مختلف طرز کی بود و باش کا نتیجہ ہے۔" لائنس نے اپنی پلیٹ ختم کر لی اور دوسری دفعہ کھانا ڈلوایا۔ اور جب ربیکا پریسکاٹ نے اس کی پلیٹ تیسری مرتبہ بھری تو لائنس نے اسے اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ "مادام! بہت بہت شکریہ کھانا بہت مزیدار ہے۔"

تھوڑی دیر بعد زیبولان اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا "اب سونے کا وقت ہے ہم نے کل صبح سویرے کوچ کرنا ہے۔ مسٹر رالنگر! کل صبح کا ناشتہ ہمارے ساتھ کیجیئے گا۔" "مسٹر پریسکاٹ! بہت بہت شکریہ! لیکن بعض اوقات میں صبح بہت جلد اٹھ کر سفر پر روانہ ہو جاتا ہوں۔ ممکن ہے کہ سورج نکلنے تک میں لمبا فاصلہ طے کر لوں گا۔ شب بخیر!۔" اور صبح سویرے لائنس لوگوں کے بیدار ہونے سے پہلے سفر پر روانہ ہو چکا تھا۔　(باقی آئندہ)

اقوال زریں

○ وہ لوگ جو صبح فیصلہ کرتے ہیں اور شام کو بھلا دیتے ہیں وہ اپنی زندگی میں کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

○ دوسروں کے چراغ سے روشنی ڈھونڈنے والے ہمیشہ اندھیروں میں بھٹکتے رہتے ہیں۔

○ آنسوؤں کو بہہ جانے دو کہ یہ آنکھوں کی عبادت ہے۔

○ اتنے سادہ بھی نہ بنو کہ راہ چلنے والوں کے ہاتھوں لٹ جاؤ مگر ہاں زمانے کے ساتھ ساتھ عیار بھی نہ بن جاؤ۔

○ طوفان کے سامنے چٹان بن جاؤ تاکہ وہ اپنا رخ تبدیل کر لے۔

○ جس دل میں دنیا کی محبت ہو وہ مردہ دل ہے۔

○ خوش کلامی ایک ایسا پھول ہے جو سدا بہار ہے۔

(مرسلہ۔ امان اللہ امجد صدر شمالی)

"اخلاق فاضلہ حاصل کرو کہ نیکیوں کی کلید اخلاق ہی ہیں" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۵۷ نیا ایڈیشن)

"یاد رکھو جو دنیا کے لئے خدا کی عبادت کرتے ہیں یا اس سے تعلق نہیں رکھتے، اللہ تعالیٰ ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتا" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۷۹ نیا ایڈیشن)

ہیروئین۔ ایک دشت فریب

نشوں کے دشمن اپنی جان کے دشمن اور اپنے رب کے ایسے ناشکر گزار بندے ہوتے ہیں جو اس کی عطا کردہ زندگی کی قدر کرنے کی بجائے اسے برباد کرنے پر تلے رہتے ہیں اور منشیات فروش ملک وملت کے وہ دشمن ہیں جو نوجوان نسلوں کو تباہ کر کے ملک وملت کی بنیادیں کھوکھلی کر رہے ہیں۔ انہوں نے چند سکوں کی خاطر ایسے پھولوں کو شاخوں سے توڑ کر گندگی کے ڈھیر پر رکھ دیا ہے جو کھل کر گلشن میں اپنا نام ومقام پیدا کرنا چاہتے تھے۔

عصر حاضر کے نشوں میں سب سے خطرناک "ہیروئن" ہے جس نے انسانوں کی صلاحیتوں اور توانائیوں کو گھن کی طرح چاٹ لیا ہے۔ یہ سفید رنگ کا باریک پاؤڈر ہوتا ہے جسے مارفین میں اضافی چیزیں ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ یہ انسانی جسم کے لئے اتنا ہی تباہ کن ہوتا ہے جتنا ہنستی کھیلتی آبادیوں کے لئے زلزلہ۔ ہیروئن ذہنی وجسمانی صحت کو ایسے ملیامیٹ کر دیتی ہے جیسے آکاس بیل ہرے بھرے درختوں کو بے برگ و بار کر دیتی ہے۔

۱۹۷۹ء تک سرحدی علاقوں کے کاشتکار پاکستانی حکومت کے لائسنس کے مطابق نشہ آور چیزوں کی خاص مقدار تیار کرتے تھے جو مختلف دوا ساز کمپنیوں کو مہیا کر دی جاتی تھیں۔ پھر کاشت کاروں نے زیادہ افیون کاشت کر کے خفیہ طور پر جمع کرنا شروع کر دی۔ اور یہ علاقہ ایک طرح سے افیون کی کھلی منڈی بن گیا۔

دس سال پہلے تک پاکستان میں ہیروئن کا نام کوئی نہیں جانتا تھا۔ شروع میں اس کی قیمت اتنی زیادہ تھی کہ اس کو خریدنا ہر کس وناکس کے بس کا روگ نہ تھا۔ تاہم جوں جوں پیداوار بڑھتی گئی اس کی قیمت میں کمی ہوتی گئی۔ یوں اس کا رواج مردوں میں عام ہوا اور آہستہ آہستہ صنف نازک بھی اس کی اسیر ہوتی چلی گئی۔

نشہ آور چیزوں کے رسیا عموماً وہ نوجوان ہوتے ہیں جنہیں ابھی زندگی کے تجربات نہیں ہوتے۔ جو اتنا بھی نہیں جانتے کہ

(مرسلہ نصیر احمد بابر اسلام پورہ لاہور)

زندگی اور موت کے درمیان کتنا کم فاصلہ ہے۔ وہ موت سے قبل اپنے آپ کو زندہ درگور کر لیتے ہیں۔ ایک تازہ سروے کے مطابق پاکستان میں ہیروئن کے عادی لوگوں کی تعداد سترہ لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ جس میں ایک لاکھ سے زیادہ دیہاتی لوگ بھی شامل ہیں۔ عام طور پر ۱۸ سے ۳۰ سال تک کے نوجوان نشے کے عادی ہیں۔ مگر ۱۰ سے ۱۴ سال کے بچے بھی اس علت کے شکار پائے گئے ہیں۔ ہیروئن کا نشہ تیزی سے پھیل رہا ہے کیونکہ

- اس کی تھوڑی سی مقدار سے زیادہ نشہ حاصل ہوتا ہے اور اسے چھپا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جا سکتا ہے۔
- یہ نہایت آسانی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ گلیوں، محلوں کی نکڑوں پر اس کا غیر قانونی تباہ کن دھندا کرنے والے مل جاتے ہیں۔
- اس کی تیز بو نہیں ہوتی۔ اسے سگریٹ کے پردے میں پیا جا سکتا ہے۔ تاہم اس کی میٹھی میٹھی ہلکی بو کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

زوال آدم

- ہیروئن کا عادی تعلیم کو بوجھ محسوس کرتا ہے۔ اور اس میں دلچسپی کم کر دیتا ہے۔ اس پر ہر وقت غنودگی کی کیفیت طاری رہتی ہے۔
- بزرگوں کی باتیں بری لگتی ہیں۔ استاد یا والدین کی معمولی اور نرم تنقید بھی برداشت نہیں کر سکتا۔
- نشے کی بدولت دوست اور دوستیاں بدل جاتی ہیں۔ وہ ایسے دوست بنانے کی کوشش کرتا ہے جو نہ صرف اس کی عادت کو پسند کریں بلکہ خود بھی اس کے عادی ہوں۔
- ہیروئن کا عادی افشائے راز سے خوفزدہ رہتا ہے۔ اس طرح رازداری، پراسراریت احساس کمتری کا منفی رجحان بڑھنے لگتا ہے۔
- کمزوری کی وجہ سے وہ کوئی کام نہیں کر سکتا۔ اس لئے گھر اور

گھر والوں سے اس کی طبیعت اچاٹ اور آوارگی پر مائل ہوجاتی ہے۔

○ خود اذیتی اور خود کشی جیسے ارادوں کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔

○ یاداشت اتنی کمزور ہوجاتی ہے کہ منہ سے نکلے ہوئے الفاظ یاد نہیں رہتے۔

○ خیالات بے ہنگم ہوجاتے ہیں اور ایک قسم کی بے مقصدیت جنم لیتی ہے۔

○ جھوٹ، مکر اور فریب کی عادت پیدا ہوجاتی ہے۔ ذہن میں کج روی اور پیچیدگی جگہ بنالیتی ہے۔

○ ذرا سی بات پر غصہ آجاتا ہے، رویے میں عامیانہ اور سوقیانہ پن پیدا ہوجاتا ہے۔ گھبراہٹ، اضطراب اور تشدد کی طرف جھکاؤ بڑھنے لگتا ہے۔

○ فریب نظر اور جنون کے آثار ہویدا ہونے لگتے ہیں۔ طبیعت شکی ہوجاتی ہے اور وسوسے ہمہ وقت پریشان رکھتے ہیں۔

○ خاندان کی عزت و وقار کا احساس غائب غلہ ہوجاتا ہے۔ قانون گریزی اور قانون شکنی طبیعت کا خاصہ بن جاتی ہے اور رفتہ رفتہ قانون کا احترام ختم ہوجاتا ہے۔

رگ و پے میں قضا کاریاں

چہرہ:۔ نشہ آور چیزوں بالخصوص ہیروئن کے عادی کا چہرہ زرد ہوجاتا ہے۔ سننے کی صلاحیت کم ہوجاتی ہے۔ ناک ہر وقت بہتی رہتی ہے۔ آنکھیں سرخ، پپوٹے بھاری اور پلکیں گری رہتی ہیں۔ آنکھ جھپکنے کا عمل سست ہوجاتا ہے۔ پتلیاں ہر وقت سکڑی رہتی ہیں۔ چونکہ یہ عام آدمی کی طرح اندھیرے میں پھیل نہیں سکتیں اس لئے انہیں رات کے وقت کم نظر آتا ہے۔

تنفس:۔ نظام تنفس کے ذریعے انسانی جسم کو تازہ آکسیجن مہیا ہوتی ہے۔ نشہ کرنے والا ٹھیک طرح سے سانس نہیں لے سکتا۔ اسے اکثر کھانسی آتی ہے۔ وہ ٹی بی اور دوسری موذی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ ہیروئن سگریٹ میں ملا کر یا کش لگا کر پینے سے پھیپھڑوں کو بہت نقصان ہوتا ہے۔

انہضام:۔ نظام انہضام کا مرکز معدہ ہے۔ جب نشہ آور چیزیں بکثرت استعمال کی جائیں تو خوراک ٹھیک طرح سے ہضم نہیں ہوتی۔ بھوک کم ہوجاتی ہے۔ وزن گھٹنے لگتا ہے۔ اور معدے میں السر یا زخم پیدا ہوجاتے ہیں۔

خون:۔ خون سفید اور سرخ خلیوں سے بنا ہوتا ہے۔ نشہ آور چیزوں کے استعمال سے یہ خلیے ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں اور خون خراب ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں تمام اعضائے جسمانی متاثر ہوتے ہیں۔

دل:۔ دل اہم ترین عضو ہے جو انسانی جسم کے تمام حصوں کو صاف خون مہیا کرتا ہے۔ جب کوئی تندرست آدمی نشہ آور چیزوں کا استعمال کرتا ہے تو اس کا خون فاسد ہوجاتا ہے۔ یہ خون جب انسانی دل میں جاتا ہے تو مختلف قسم کی مشکلات پیدا کرتا ہے جس سے دل کی دھڑکن یا تو سست ہوجاتی ہے یا بہت تیز۔ یہ صورت حال آخر زندگی کے لئے خطرے کا باعث بن جاتی ہے۔

اخراج:۔ نشے کے اثرات پیشاب میں دیر تک باقی رہتے ہیں۔ پیشاب گردوں سے ہوتا ہوا مثانے میں داخل ہوتا ہے تو یہ زہریلے مادے ان اعضا پر اثر انداز ہوکر انہیں کمزور اور آہستہ آہستہ ضائع کردیتے ہیں۔

اعصاب:۔ دماغ انسانی جسم میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ نشوں سے دماغ اور اس کے ذیلی حصوں کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ روزمرہ کے معمولات میں تبدیلی آجاتی ہے۔ عصبی تناؤ بڑھ جاتا ہے۔ نیند نہیں آتی، توجہ کا ارتکاز کم ہوجاتا ہے۔ پہلے پہل خون کی باریک نسیں متاثر ہوتی ہیں۔ نشہ خون میں جذب ہوکر دماغ کی شریانوں میں جاتا ہے۔ اور ان کے کام میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ آہستہ آہستہ سوچنے کی قوت جاتی رہتی ہے۔ اور پاگل پن کے آثار ہویدا ہونے لگتے ہیں۔

تولید:۔ ہیروئن نظام تولید کو بھی ضرر پہنچاتی ہے۔ نر میں سپرم اور مادہ میں اووا کی نمود متاثر ہوتی ہے۔ نشے کی عادت بڑھتی جائے تو وہ ارتکاز کے لئے بے کار ثابت ہوتے ہیں۔ ایسی عورتوں کا حمل اکثر ضائع ہوجاتا ہے یا معذور بچہ پیدا ہوتا ہے۔

مقتل

○ ہیروئن اور دیگر نشہ آور چیزوں کا استعمال کرنے یا فروخت کرنے والا ملک و ملت کی جبین پر کلنک کا ٹیکہ ہوتا ہے۔ وہ نونہال جنہیں روشنی کی علامت بننا ہوتا ہے تاریکیوں میں ڈوب جاتے ہیں۔

○ کئی طاقتیں دشمن کو کمزور کرنے کے لئے اس ہتھیار سے حملہ آور ہوتی ہیں۔ اور حریف کو اس کا عادی بنا کر غلبہ پالیتی ہیں۔

○ ہیروئن فروش عیش و آرام کے باعث اپنی روح شیطان کے پاس گروی رکھ دیتے ہیں۔ انہیں اس کا احساس نہیں ہوتا لیکن ان کے کردار اور افعال اس مذموم رویے کے غماز ہوتے ہیں۔ بعض لوگ تنگدستی سے تنگ آکر یا سفلی خواہش کی تکمیل کی خاطر موت کی اس راہ کو اپنا لیتے ہیں۔

○ ہیروئن دیگر نشہ آور چیزوں سے مہنگا نشہ ہے۔ اس لئے اس کے رسیا اپنی تمام دولت کو بے حقیقت خواب کی نذر کر دیتے ہیں۔

○ تنگ دست انسان اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے اور امیر انسان مزید دولت کے حصول کے لئے مختلف غیر قانونی اور غیر انسانی طریقے اپناتا ہے۔ جن میں چوری، ڈکیتی اور قتل و غارت شامل ہوتے ہیں۔ یوں معاشرے میں جرائم کا گراف بلند ہوجاتا ہے۔

○ شیطانی کارندے اس کاروبار کو وسیع کرنے کے لئے مختلف سرکاری و غیر سرکاری محکموں اور آفیسروں کو رشوت جیسی لعنت کی عادت ڈال دیتے ہیں۔ جس سے دہرا نقصان ہوتا ہے۔ اور ایک طرف وہ نوجوانوں کی زندگیوں سے کھیلتے ہیں۔ اور دوسری جانب قانون کے رکھوالوں کو بھی خرید لیتے ہیں جس سے بدعنوانی کا کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔

○ محض ایک منشیات فروش یا ہیروئن کا عادی، ہنستے بستے گھروں اور پرسکون بستیوں کے لئے عذاب بن جاتا ہے۔ ایک تندرست انسان نشے کا عادی بن کر روز بروز کمزور ہوتا چلا جاتا ہے اور کام کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ گھر میں فاقوں کی نوبت آجاتی ہے۔ آخر کار گھر میں جھگڑے جنم لیتے ہیں جن کا منطقی نتیجہ طلاق یا قتل کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے اغیار کی خاطر اپنوں سے بے وفائی کی انہیں کبھی قابل اعتبار اور بہتر سلوک کے حق دار نہیں سمجھا گیا۔ جن کی خاطر وہ اپنوں کی بربادی کا باعث بنے انہوں نے بھی ان کے ساتھ غداروں جیسا سلوک کیا۔ ملک و ملت اور انسانیت کے مجرموں اور ان کے مددگاروں کو بے نقاب کرنا ہر محب وطن کا فرض ہے۔ اس لئے کہ ان کی پردہ پوشی ان انسانوں پر ظلم ہے جن کے ہونٹوں سے ہنسی چھین لی گئی۔ جن کے چہروں پر سے زندگی کے آثار نوچ لئے گئے اور جن کو دنیا سے دور کر دیا گیا۔

بقیہ از صفحہ ۔۔۔18۔۔۔

طرف لوٹنے کا وعدہ کیا ہے۔ اور آیت

"ما قلت لهم الا ماامرتني به ان اعبدوالله ربي و ربكم و كنت عليهم شهيداً مادمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم و انت على كل شيئ شهيد"

اس آیت سے حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات اور اپنی قوم پر ان کی نگرانی کے خاتمہ اور خدا کی نگرانی کی پوری وضاحت ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالی کا عیسی علیہ السلام کے اس قول کا ذکر

"والسلام علي يوم ولدت ويوم اموت و يوم ابعث حياً"

یہ آیت بھی صریح الدلالتہ ہے کہ عیسی علیہ السلام کی ولادت، موت اور بعثت باقی انسانوں کی طرح ہے۔ اس کے علاوہ جو معنی بھی کئے جاتے ہیں وہ سب کے سب الفاظ کو ایسے معنے پہنانے کے مترادف ہے جن کے الفاظ متحمل نہیں۔ اور اس رائے پر بہت سے متقدم اور جدید علماء کا اتفاق ہے۔ آئندہ قسط میں ہم ان آیات کی بعض تفاسیر اور اجل علماء کی رائے بیان کریں گے۔

(از قلم: علی مبارک بن حنیفہ۔ ڈپلومہ ہولڈر دراسات اسلامیہ۔ بشکریہ۔ عربی اخبار "خلیج" جنوری ۹۰ء)

ناریل کی خوبیاں

ناریل ایک نہایت مفید اور کار آمد درخت ہے یہ بنگلہ دیش، برما اور سری لنکا کا ایک مشہور پھل ہے۔ بنگالی لوگوں کی من پسند غذا ہے۔ اس کا پھل، پتے، چھال اور ریشہ بہت مفید ہیں۔ ناریل کا پھل اپریل سے ستمبر کے مہینوں میں بکثرت فروخت ہوتا ہے اس پھل کو سکھا کر موسم سرما میں گری کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور ہر گھر میں مختلف انداز سے بڑے شوق سے کھایا جاتا ہے۔ ناریل کا پھل بے شمار دوائی و غذائی اثرات رکھتا ہے یہ کثیر الغذا اور کثیر الفوائد پھل ہے۔ اس میں 5 فی صد پروٹین، 36 فی صد روغن اور ساڑھے آٹھ فی صد کاربو ہائیڈریٹس ہوتے ہیں۔ اسے عربی میں نارجیل، فارسی میں جوز ہندی، پشتو میں کوپرہ اور انگریزی میں کوکونٹ کہتے ہیں۔ اس کا مغز کھوپرا کہلاتا ہے۔ ناریل باہر سے سیاہی مائل سرخ اور اندر سے سفید ہوتا ہے اس کے اندر ہلکا نمکین شیریں مائل پانی ہوتا ہے یہ بہت خوش ذائقہ پھل ہے۔ اس کا مزاج گرم خشک ہے۔ تازہ ناریل ٹھنڈا ہوتا ہے مگر خشک ناریل کا مزاج گرم تر ہوتا ہے اس کی مقدار خوراک دو تولہ ہے۔

کھوپرا عجیب و غریب افادیت کا حامل ہے اس ضمن میں یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ ناریل کا پودا انسان ہی کی طرح اٹھارہ سال تک بالغ ہوجاتا ہے اور بیس بائیس سال کی عمر میں پھل دینا شروع کردیتا ہے حتیٰ کہ 50 سے 70 سال تک پھل دیتا ہے۔ اس کے بعد انسان ہی کی طرح اولاد (پھل) دینا بند کردیتا ہے گویا بوڑھا ہوجاتا ہے۔

ناریل کو شگاف دے کر اس کا پانی حاصل کیا جاتا ہے۔ خزائن الادویہ اور تذکرۃ الہند میں اس کے عجیب و غریب خواص درج ہیں۔ اگر حاملہ عورت اس کا رس 6 ماشہ سے ایک تولہ تک تیسرے ماہ سے شروع کرکے آٹھویں ماہ تک ہفتہ میں ایک یا دو بار پیے تو سیاہ فام والدین کی اولاد سفید اور سفید رنگ والدین کی اولاد سفید سیندوری رنگ کی اور سر کے بال سنہری ہوں گے۔

افعال و استعمال:

یہ نہایت ہی لذیذ اور مزے دار ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سے امراض سے شفایابی کے لئے تیر بہدف بھی ہے۔ ناریل صالح خون پیدا کرتا ہے لیکن اپنے ثقل کی وجہ سے دیر ہضم ہے۔ حرارت عزیزی کو قوت دیتا ہے اور بدن کو فربہ کرتا ہے۔ کھوپرا دماغ اور آنکھوں کے لئے بڑی مفید چیز ہے بصارت کو تیز کرتا ہے۔ گردوں اور باہ کو قوت بخشتا ہے۔ فالج اور مرض جنون میں مفید ہے۔ حیض لاتا ہے جسمانی دردوں خصوصاً درد کمر اور جوڑوں کے درد میں مفید ہے۔ ناریل کا پانی ٹھنڈا اور پیشاب کے امراض میں مفید ہے۔

روغن ناریل: سو تولہ کھوپرے سے تیس سے چالیس تولہ تک تیل نکلتا ہے۔ یہ تیل سفید، میٹھا اور خوشبو دار ہوتا ہے اور سردیوں میں جم جاتا ہے۔ تازہ تیل سرد مزاج والوں کے لئے گھی سے بہتر ہے۔ اس کا تیل سر میں لگانے سے بال بڑھتے ہیں۔ بنگال کے لوگ اس روغن کو بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ وہاں کی عورتیں لمبے بالوں کی وجہ سے ایشیا بھر میں مشہور ہیں۔ روغن ناریل سر کی خشکی دور کرنے میں بادام روغن پر فوقیت رکھتا ہے۔ دماغ کو تقویت دیتا ہے۔ ناریل کا تیل گھی کی جگہ کھانے میں استعمال کیا جائے تو بدن میں قوت و حرارت پیدا کرتا ہے۔ روغن ناریل دردوں کو ختم کرتا ہے اور مقوی ہے۔ پیٹ کے ہر قسم کے کیڑے نکالتا ہے۔ کمر درد، کولہے کا درد، دمہ اور بواسیر کو دور کرتا ہے، تازہ تیل پینے کے لئے اور پرانا مالش کے لئے مناسب ہے۔ زہریلے سانپ کے کاٹے ہوئے

بقیہ صفحہ 40

کھیل کے میدان سے

آل پاکستان سپورٹس ریلی

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی پہلی سپورٹس ریلی کا آغاز پچیس ستمبر کو صبح 30۔ 7 بجے باسکٹ بال کی گراؤنڈ میں ہوا۔ ریلی کا افتتاح مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل الاعلیٰ تحریک جدید و صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے فرمایا۔ اس ریلی میں مندرجہ ذیل کھیلوں کے مقابلے منعقد ہوئے۔

تیراکی، فٹ بال، کبڈی، والی بال، باسکٹ بال، بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس اور اتھلیٹکس۔ ان مقابلوں میں 30 اضلاع کی 170 مجالس کے 856 خدام و اطفال نے شرکت کی ان میں 90 ربوہ اور 766 بیرون ربوہ کے تھے۔ زائرین بیرون ربوہ کی تعداد یکصد کے قریب تھی

28 ستمبر کو اختتامی تقریب کبڈی کے فائنل کے موقع پر منعقد ہوئی جس میں محترم مولانا نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر روزنامہ الفضل نے تقسیم انعامات کے ساتھ اختتامی خطاب فرمایا فائنل مقابلے اور اختتامی تقریب کے موقع پر شائقین کی تعداد دس ہزار کے قریب تھی۔ (تفصیلی رپورٹ آئندہ شمارے میں)

متفرق خبریں

● 23 سال سے کم عمر کے کھلاڑیوں پر مشتمل پاکستان کی 16 رکنی کرکٹ ٹیم 27 ستمبر کو ایک ماہ کے دورے پر زمبابوے روانہ ہوگئی جہاں وہ دو چار روزہ میچ اور دو ایک روزہ میچ ایک سائیڈ میچ کھیلے گی

● اٹلی کے 17 سالہ لورس کیپر روزی نے یہاں گرینڈ پرکس ٹورنامنٹ جیت کر دنیا کے کم سن ترین موٹر سائیکلنگ چیمپئن کا اعزاز حاصل کرلیا اس نے یہ اعزاز 22 لیپ کی ریس 38 منٹ اور 39 سیکنڈ میں جیت کر حاصل کیا۔

ایشیائی کھیلیں

گیارھویں ایشیائی کھیلیں 17 اکتوبر کو چین میں اختتام پذیر ہوئیں۔ بارھویں ایشیائی کھیلیں 1991ء میں جاپان کے شہر ہیروشیما میں ہوں گی۔ چین نے مجموعی طور 336 تمغے جیت کر عالمی ریکارڈ قائم کیا۔ ایشیائی اور اولمپک میں کسی بھی ملک نے اتنے زیادہ تمغے نہیں لئے۔ چین نے سونے کے 183، چاندی کے 107 اور کانسی کے 14 تمغے جیتے۔

جنوبی کوریا نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ کوریا نے سونے کے 54، چاندی کے 52 اور کانسی کے 73 تمغے حاصل کئے۔

جاپان نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ جاپان نے سونے کے 38، چاندی کے 60 اور کانسی کے 76 تمغے حاصل کئے۔

پاکستان نے چھٹی پوزیشن حاصل کی کیونکہ ایران نے جنوبی کوریا کو فٹ بال کے فائنل میں ہرا کر پانچویں پوزیشن حاصل کرلی۔

ایشیائی کھیلوں کا بدترین واقعہ اس وقت پیش آیا جب جنوبی کوریا کے باکسروں اور کوچز نے پاکستانی ریفری سید محمد غزنوی پر غلط فیصلے کا الزام لگا کر انہیں رنگ میں پیٹ ڈالا۔ منتظمین نے اس واقعہ پر فوری رد عمل کرتے ہوئے کھیلوں میں شریک شمالی کوریا کے پورے باکسنگ دستے کو کھیلوں سے خارج کردیا۔ شمالی کوریا والوں نے الزام عائد کیا تھا کہ ریفری نے رشوت لے کر انصاف میں ہیرا پھیری کی ہے۔

(مرتبہ: حامد مقصود عاطف)

اخبار مجالس

ضلع ملتان

ضلع ملتان کی 4 مجالس کے 73 خدام نے 10، اگست کو پانچ گھنٹے کا مثالی وقار عمل کیا۔ اس سلسلہ میں تین راجوں کی مدد سے قبرستان میں ایک کمرہ تعمیر کیا اور قبرستان میں پودے لگائے۔

مؤرخہ 16، 17 اگست 1990ء کو کھاد فیکٹری میں ایک دو روزہ تربیتی کلاس کا انعقاد کیا گیا۔ ضلع کے عہدیداران اور مربی صاحب کی تربیتی تقاریر کے علاوہ خدام کے مابین علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ اس سلسلہ میں تلاوت، نظم اور دینی مقابلہ جات کے مقابلے ہوئے نیز کرکٹ دوڑ اور سائیکلنگ کے مقابلے بھی کروائے گئے۔

ضلع فیصل آباد

مؤرخہ 11 ستمبر 1990ء کو بیت الفضل میں عبادت کے موضوع پر سیمینار منعقد کیا گیا جس میں پانچ تقاریر کروائی گئیں جن میں سے دو تقاریر مرکزی نمائندگان مکرم مرزا محمدالدین صاحب ناز اور مکرم ظفر احمد ظفر صاحب کی تھیں۔ اس سیمینار میں 200 خدام، انصار اور اطفال نے شرکت کی ان میں 100 کے قریب داعیان خصوصی تھے۔ 23 سے زائد مجالس کی نمائندگی ہوئی۔ آخر پر مکرم مرزا محمدالدین صاحب ناز نے حاضرین کا نماز باترجمہ کا جائزہ لیا۔ 90 فی صد حاضرین کو نماز باترجمہ یاد تھی۔ (الحمدللہ)

مؤرخہ 90-8-30 کو فیصل آباد میں ہونے والے بم کے دھماکہ کے موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ فیصل آباد شہر کے خدام نے خدمت خلق کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ زخمیوں کو طبی امداد مہیا کی، ہسپتال پہنچایا گیا۔ تمام زخمیوں میں پھل تقسیم کیا گیا۔ مریضوں کے لواحقین کو مفت ٹیلیفون کی سہولت بہم پہنچائی گئی۔ اسی طرح ایک ڈرگ سنٹر قائم کیا گیا جہاں سے مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی جاتی رہیں۔

سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

مؤرخہ 23، 24 اگست 1990ء خدام و اطفال کے سالانہ اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔ اجتماع کا افتتاح محترم مربی صاحب نے کیا۔ خدام و اطفال کے الگ الگ علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے جن میں خدام و اطفال نے بھرپور حصہ لیا۔ اختتامی اجلاس کی صدارت مرکزی نمائندہ مکرم عبدالسمیع خان صاحب مہتمم تعلیم نے کی۔ اس موقع پر امیر صاحب ضلع نے انعامات تقسیم فرمائے اور خطاب فرمایا۔

ضلع لاہور

مؤرخہ 24 اگست کو شاہدرہ ٹاؤن لاہور کا مقامی سالانہ اجتماع ہوا جس میں مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے شرکت فرمائی۔ اس میں علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ اس میں 44 خدام، 40 اطفال اور 10 انصار نے شرکت کی۔

مؤرخہ 10 اگست کو ایک مثالی وقار عمل کیا گیا۔ اس تین گھنٹے کے وقار عمل میں 28 خدام اور 18 اطفال نے ایک سڑک مرمت کی۔

مؤرخہ 31 اگست کو 70 کلومیٹر سائیکل سفر ہوا جس میں 18 خدام اور 5 اطفال نے شرکت کی۔

مؤرخہ 7 ستمبر 1990ء کو قیادت مغلپورہ لاہور نے جلسہ شہداء کا انعقاد کیا جس میں احمدی شہداء کے کارنامے بیان کئے گئے۔ یہ جلسہ بیک وقت دو جگہوں پر منعقد کیا گیا۔ بیت الذکر مغل پورہ اور بیت الذکر شالیمار ٹاؤن۔ دونوں جگہوں کی مجموعی حاضری 224 رہی۔

مؤرخہ 13 ستمبر کو قادیان کی یاد میں ایک جلسہ کا انعقاد کیا

گیا۔ حاضری 135 رہی۔ مؤرخہ 7 تا 14 ستمبر ہفتہ تربیت منایا گیا۔

مؤرخہ 7 تا 15 اگست 1990ء ہفتہ وقار عمل و شجر کاری منایا گیا۔ اس دوران حلقہ جات کے وقار عمل اور انفرادی وقار عمل کے علاوہ ایک مثالی وقار عمل کروایا گیا جس میں 95 خدام نے 4 گھنٹے کام کیا۔ شجر کاری کے سلسلہ میں 1815 پودے لگائے گئے۔

مؤرخہ 31 اگست 1990ء کو قیادت فیکٹری ایریا شاہدرہ لاہور کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ اجتماع نو بجے شروع ہو کر سہ پہر ساڑھے تین بجے تک جاری رہا۔ علمی و ورزشی مقابلے کروائے گئے جس میں 40 خدام اور 40 اطفال اور انصار 12 شریک ہوئے۔ نائب قائد صاحب علاقہ کے علاوہ نائب مدیر خالد بطور مرکزی نمائندہ شریک ہوئے۔

مؤرخہ 10 اگست کو ایک مثالی وقار عمل کیا گیا۔ 25 خدام، 15 اطفال اور 2 انصار نے اس میں حصہ لیا اور ایک سڑک کے گہرے شگاف کو پر کیا۔

مؤرخہ 24 اگست 1990ء کو آٹھ دیہاتی مجالس کا اجتماع ہڈیارہ میں منعقد ہوا۔ مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ پاکستان نے اس میں شرکت فرمائی۔ مجموعی حاضری 105 رہی۔ دیہاتی مجالس کے علاوہ مغل پورہ اور ٹاؤن شپ سے بھی خدام و اطفال نے سائیکلوں پر اس پروگرام میں شرکت کی۔

ماہ اگست میں نگران اعلیٰ دیہاتی مجالس و نگران مجالس نے دورہ جات کر کے تقریباً 750 کلو میٹر سفر طے کیا۔

مؤرخہ 23، 24 اگست 1990ء کو وحدت کالونی لاہور کا اجتماع منعقد ہوا۔ دیگر بزرگان کے علاوہ اس میں مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ پاکستان اور متبرک وجود حضرت مولوی محمد حسین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود نے شرکت فرمائی۔

اجتماع میں علمی مقابلہ جات کا انعقاد کیا گیا۔ خدام کی حاضری 171 تھی جبکہ اطفال 75 حاضر ہوئے۔

مؤرخہ 13، 14 اگست 1990ء کو گلبرگ لاہور کے سالانہ اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔ حلقہ جات کے مابین کرکٹ ٹورنامنٹ کے علاوہ علمی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔ اختتامی اجلاس کی صدارت مکرم مہتمم صاحب تعلیم خدام الاحمدیہ پاکستان نے کی۔ شدید بارش کی وجہ سے حاضری میں کچھ کمی رہی۔

بہاولپور شہر

3 اگست تا 10 اگست ہفتہ وقار عمل و شجر کاری منایا گیا۔ 10 اگست کو بیت الذکر میں اجتماعی وقار عمل کیا گیا جس میں 30 خدام و اطفال شامل ہوئے۔ نیز 40 پودے لگائے گئے۔ 14 اگست کو اے پی نہر پر ایک پکنک منائی گئی۔ 32 خدام، 7 اطفال اور 3 انصار نے شرکت کی۔

ضلع میرپور

(۱) مؤرخہ ۱۳، ۱۴ ستمبر ۱۹۹۰ء ضلع میرپور کی مجالس خدام الاحمدیہ نے میرا بھرکا میں ضلعی اجتماع کیا۔ مکرم امیر صاحب ضلع نے افتتاح کیا۔ تمام مجالس کے ۷۰ خدام، ۶۴ اطفال نے شرکت کی نیز انصار بھی شامل ہوئے۔ مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے بھی شرکت فرمائی اور اختتامی خطاب فرمایا۔ اس اجتماع کا پروگرام مرکزی اجتماع کے پروگرام کو مد نظر رکھ کر ترتیب دیا گیا۔

ربوہ

(2) مؤرخہ 11 ستمبر 1990ء کو مجلس مقامی ربوہ نے سالانہ یک روزہ اجتماع منعقد کیا۔ حالات کے پیش نظر مقامی مجلس

کو 7 سیکٹر میں تقسیم کیا گیا- خدا کے فضل سے اجتماع بہت کامیاب رہا- آخری خطاب مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے فرمایا اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی تقریباً 1300 خدام کی حاضری رہی-

ضلع مظفر گڑھ

(۳) مؤرخہ ۹۰-۹-۶ بروز جمعرات ضلع مظفر گڑھ کا ضلعی اجتماع ہوا- علمی و ورزشی پروگرام کے علاوہ اس اجتماع میں خدام سائیکلوں پر بھی آئے- مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے اختتامی خطاب میں خدام کو نصائح فرمائیں اور انعامات تقسیم کئے-

گوٹھ ننھے خان

(۴) مؤرخہ ۳ اگست کو گوٹھ ننھے خان کی مجلس نے یک روزہ اجتماع منعقد کیا- خدام، اطفال و انصار کی تقریباً ۱۰۴ حاضری رہی- مرکزی نمائندہ کے علاوہ قریب کی مجالس نے بھی شمولیت کی- اجلاس کی کاروائی صبح ۷ بجے سے شام ۴ بجے تک جاری رہی-

وقار عمل

مندرجہ ذیل مجالس نے اجتماعی اور مقامی وقار عمل کئے- اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزا عطا کرے-
شور کوٹ، چک 20 گھگھو، چک نمبر 497، کوٹ بہادر (ضلع جھنگ) اور نگیال دتیال (ضلع میر پور آزاد کشمیر)

مقابلہ معلومات نمبر 6

1- حضرت آدم علیہ السلام کی دو بیٹیوں کے نام لکھیں-
2- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نانا اور نانی کا نام لکھیں-
3- حضرت سلمان فارسی کا پرانا نام لکھیں-
4- بیت الفضل لندن کے پہلے امام کا نام لکھیں-
5- مینار خاموشی سے کیا مراد ہے؟
6- اخباری اصطلاح میں پائپ لائن سے کیا مراد ہے؟
7- دنیا کا بلند ترین آتش فشاں کس ملک میں ہے- اس کا نام لکھیں؟
8- اولمپک کھیلوں کا ماٹو کیا ہے؟
9- کس جاندار کے تین دل ہوتے ہیں؟
10- شہد کی مکھی کی کتنی آنکھیں ہوتی ہیں؟

(مرتبہ- حامد مقصود عاطف)

○ صحیح حل بھیجنے کی آخری تاریخ 10 دسمبر ہے-

بقیہ از صفحہ 36

کو روغن ناریل استعمال کرنا چاہیئے-
○ ناریل کے تنے کی چھال جلا کر زخموں کے لئے دافع عفونت دوا بنائی جاتی ہے جو دانتوں کے لئے بطور منجن استعمال ہو سکتی ہے- یہ خارش کے دانوں میں بھی مفید ہے-
○ ناریل کے پھول قابض ہوتے ہیں- ان کا رس دودھ کے ساتھ سوزاک میں مفید ہے-
○ ناریل کو کشمش کے ساتھ کھانے سے جسم توانا ہو جاتا ہے-
○ کھوپرا، 1 تولہ مصری 1 تولہ صبح کے وقت روزانہ گائے کے دودھ کے ساتھ کھانے سے قوت بینائی تیز ہو جاتی ہے-
(بشکریہ قومی صحت:- اگست 90ء)

ممبران مجلس عاملہ خدّام الاحمدیہ پاکستان

1990-91ء

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے برائے سال 91-1990ء مندرجہ ذیل خدام کو مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان کا ممبر مقرر کیا گیا ہے۔

حافظ مظفر احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

1۔ نائب صدر	مکرم سیّد خالد احمد صاحب
2۔ معتمد	مکرم راجہ منیر احمد صاحب
3۔ مہتمم خدمت خلق	مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب خالد
4۔ مہتمم تعلیم	مکرم عبدالسمیع خان صاحب
5۔ مہتمم تربیت	مکرم مبشر احمد صاحب کاہلوں
6۔ مہتمم مال	مکرم عطاء الرحمن صاحب محمود
7۔ مہتمم عمومی	مکرم سیّد قمر سلیمان احمد صاحب
8۔ مہتمم صحت جسمانی	مکرم محمد طارق اسلام صاحب
9۔ مہتمم وقار عمل	مکرم محمد ظفر اللہ خان صاحب طاہر
10۔ مہتمم صنعت و تجارت	مکرم مبارک احمد صاحب ظفر
11۔ مہتمم تحریک جدید	مکرم سیّد طاہر احمد صاحب
12۔ مہتمم اطفال	مکرم مرزا عبدالصمد احمد صاحب
13۔ مہتمم اصلاح و ارشاد	مکرم ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد صاحب
14۔ مہتمم تجنید	مکرم مرزا غلام قادر صاحب
15۔ مہتمم اشاعت	مکرم حبیب الرحمان صاحب زیروی
16۔ مہتمم مقامی	مکرم سیّد قاسم احمد صاحب
17۔ مہتمم امور طلباء	مکرم لئیق احمد صاحب عابد
18۔ محاسب	مکرم خالد محمود الحسن صاحب بھٹی

MONTHLY KHALID RABWAH
Regd. No: L 5830 EDITOR - MUBASHIR AHMAD AYAZ NOVEMBER 1990

قرارداد تعزیت

خاندان حضرت مسیح موعود ۔۔۔۔۔ کے ایک بابرکت وجود محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ۱۹ ستمبر ۱۹۹۰ء کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ سیدنا حضرت مسیح موعود ۔۔۔۔۔۔ کے پوتے اور حضرت خلیفتہ المسیح ثانی کے فرزند ارجمند تھے۔

آپ یکم فروری ۱۹۱۸ء کو قادیان میں حضرت سیدہ ام ناصر کے بطن سے تولد ہوئے۔ ایم بی ایس کرنے کے کچھ عرصہ بعد آپ نے اپنی زندگی وقف کردی۔ آپ کا پہلا تقرر نور ہسپتال قادیان میں بطور اسسٹنٹ انچارج ہوا۔ فضل عمر ہسپتال ربوہ کے قیام پر آپ نے یہاں خدمات دینی شروع کردیں۔ ۱۹ مارچ ۱۹۵۹ء سے آپ کو چیف میڈیکل آفیسر کے فرائض سونپے گئے جو آپ نے ۱۹۸۳ء تک نبھائے۔

خالص پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ میں بھی ایک لمبا عرصہ خدمات انجام دیں۔ پہلی دفعہ آپ سال ۴۴-۴۳ء میں بطور معاون صدر مجلس عاملہ میں شامل ہوئے۔ چھ سال (۵۵-۵۴ء تا ۶۰-۵۹ء) مجلس کے نائب صدر رہے۔ ان ایام میں مجلس کی صدارت سیدنا حضرت خلیفتہ المسیح ثانی کے پاس تھی۔

محترم صاحبزادہ صاحب کو حضرت خلیفتہ المسیح ثانی اور حضرت خلیفتہ المسیح ثالث کے ذاتی معالج کے طور پر خدمات انجام دینے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ محترم صاحبزادہ صاحب کو عبادات اور دعاؤں سے گہرا شغف تھا۔ خلافت سے اطاعت اور محبت کا تعلق بہت نمایاں تھا۔

پسماندگان میں آپ کی ایک بیوی، ایک بیٹی اور چار بیٹے ہیں۔ بیٹوں میں سے مکرم صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں بطور مہتمم خدمت بجالانے کا موقع ملا۔

مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ان جملہ پسماندگان اور خاندان حضرت مسیح موعود ۔۔۔۔۔ کے ساتھ دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہم ہیں اراکین مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان